ماہنامہ نصرۃ العلوم مارچ ۲۰۲۲ء

[جلد ۲۷، شمارہ ۴]

::: فہرست :::

حالات وواقعات --- ○ ---

مولانا زاہد الراشدی
شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

رمضان المبارک کی برکات اور ہماری ملی صورت حال

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے اور دنیا بھر کے مسلمان اس مقدس مہینہ کی برکتوں اور رحمتوں سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہونے کی تیاریاں کر رہے ہیں، یہ قرآن کریم کا مہینہ ہے، اس میں قرآن کریم کی تلاوت اور سماع کی عجیب بہار ہوتی ہے اور پوری دنیا میں چوبیس گھنٹے اس کی آواز گونجتی رہتی ہے، یہ روزوں کا مبارک مہینہ ہے جس میں مسلمان صبح سے شام تک اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کھانا پینا ترک کر کے برکتوں کے حصول اور نفس کے تزکیہ کا سامان کرتے ہیں اور یہ سخاوت اور صدقہ وخیرات کا مہینہ ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرمؐ سارا سال سخی ہوتے تھے اور آپ کے دروازے سے کوئی سوالی خالی نہیں جاتا تھا، مگر رمضان المبارک میں آپ کی سخاوت کا ماحول ایسا ہو جاتا تھا جیسے شدید گرم موسم میں ٹھنڈی ہوا کی لہر چھا گئی ہو، اس ماہ مبارک اور اس کی فضیلت وبرکت کے ساتھ مسلمانوں کی عقیدت ومحبت آج بھی قابل رشک ہے اور کرہ ارضی پر بسنے والے انسانوں میں کسی اور مذہب کے پیروکار اس معاملہ میں مسلمانوں کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے، اس میں مسلمان روحانی طور پر ''ری چارج'' ہو کر اگلے سال کے معمولات کے لیے تازہ دم ہو جاتے ہیں اور زندگی کا یہ نظام اسی تسلسل کے ساتھ چلتا رہتا ہے، ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ ''الصوم لی وأنا أجزی به'' روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کا اجر اپنی مرضی سے دوں گا۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ روزہ واحد عبادت ہے جس کا زبان سے اظہار نہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اس کا علم نہیں ہوتا، اس لیے اس میں ریاکاری کا احتمال سب سے کم ہے، اس لیے اس کا اجر وثواب نہ صرف یہ کہ زیادہ ہے بلکہ اس ماہِ مبارک میں دوسری عبادات اور اعمالِ خیر کا اجر بھی کئی گنا بڑھ جاتا ہے، یہ تقویٰ اور تزکیہ نفس کا مہینہ ہے، جس میں مسلمان کو اپنے گناہوں کے دھونے اور نفس کی صفائی وطہارت کا موقع ملتا ہے اور اصحابِ ذوق اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ صبر واستقامت کے ساتھ

شکرگزاری کا مہینہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نعمتوں پر مسلمانوں کو اپنے رب کی کسی نہ کسی طرح شکرگزاری کا ماحول مل جاتا ہے۔

یہ سب رمضان المبارک کی برکات ہیں اور اس کا فیض ہے مگر اس کا دوسرا پہلو بھی ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے یوں فرمایا ہے:

لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔

اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں نعمتوں میں اضافہ کروں گا، لیکن اگر ناشکری کی تو میرا عذاب بھی بہت سخت ہوگا، جس کی سنگین ترین صورت قرآن کریم میں ہی ان الفاظ میں مذکور ہے کہ

لا تکونوا کالذین نسوا اللّٰہ فأنساھم انفسھم۔

ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا۔

آج ہم مسلمان پوری دنیا میں جس صورت حال سے دوچار ہیں اسے دیکھ کر لگتا ہے کہ خدانخواستہ ہم اس کیفیت سے دوچار ہو گئے ہیں، اپنے نفع نقصان سے بےخبر ہو جانا اور اپنے سود و زیاں سے غافل ہو جانا خدائی عذاب کی سب سے سنگین صورت ہے اور آج ملت اسلامیہ اسی ماحول میں غیروں کی دریوزہ گر ہو کر باہم دست و گریبان ہے، آج ہماری سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ذاتی گناہوں سے توبہ و استغفار کے ساتھ ساتھ ملی اور اجتماعی طور پر توبہ و استغفار کا اہتمام کریں، اور اس رمضان المبارک کو دین کی طرف امت کی اجتماعی واپسی کا ذریعہ بنانے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

> ''بعض نادان لوگ ابھی بھی بچیوں کی پیدائش پر زمانہ جاہلیت کے طرز کو اپنائے ہوئے ہیں، اگر ان میں تھوڑا سا شعور بھی ہو کہ جس بیٹے کی پیدائش پر تم خوشیاں مناتے ہو، اسی بیٹے کی زندگی کی سب سے اہم ترین خوشی اس کی شادی ہے، جو اس کے جوڑ کی لڑکی کے بغیر انجام نہیں پا سکتی، اس لئے لڑکیوں کی پیدائش پر بھی اتنا ہی خوش ہونا چاہئے جتنا کہ لڑکے کی ولادت پر، اللہ کریم ہی سمجھ نصیب فرمائے۔'' [مولانا محمد فیاض خان سواتی]

خطبہ جمعۃ المبارک (غیر مطبوعہ) --- ○ --- مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
بانی جامعہ نصرۃ العلوم

ماہِ رمضان کے مسائل اور دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ،اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ، اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ، فَلْيَسْتَجِيْبُوْلِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ o(البقرۃ۔۱۸۶)

محترم حاضرین و برادران اسلام وخواتین محترمات!

ماہِ رمضان اور اُس کے مسائل

ماہِ رمضان کی مناسبت سے میں نے گزشتہ جمعہ کے موقع پر بھی کچھ مسائل ذکر کیے تھے اور آج بھی اسی سلسلہ میں روزے کی فرضیت، فدیہ کا مسئلہ، معذوروں اور مسافروں کے لئے رعایت اور پھر اس کی تلافی، قرآن پاک کی فضیلت اور اس ماہ میں اس کے نزول کے متعلق کچھ باتیں عرض کرنا مقصود ہیں، اِس وقت جو آیتِ کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، وہ بھی اسی سلسلہ سے وابستہ ہے، اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دعا کا مسئلہ بیان فرمایا ہے، قرآن پاک کی فضیلت کے متعلق آپ کو معلوم ہے کہ اس ماہ کے ساتھ اس کو خاص مناسبت ہے، نیز اس دوران اس کی تلاوت بھی معمول سے زیادہ ہی ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے، اِس کے ساتھ دعا کا مسئلہ ہے، اور اس سے اگلی آیت میں بعض دوسرے ضروری مسائل بھی ہیں، اِن میں اللہ نے اعتکاف کا مسئلہ بھی سمجھایا ہے، یہ سارے مسائل اسی مبارک مہینہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اصولی طور پر اِن مسائل کا ذکر اِس رکوع میں کیا گیا ہے۔

دعا کی اہمیت

حضور نبی کریمؐ نے اپنی زبان مبارک سے دعا کی اہمیت اور اس کی ضرورت کے متعلق بہت سی باتیں فرمائی

ہیں جو صحیح احادیث میں مذکور ہیں یا خود قرآن میں اُن کا ذکر آتا ہے، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے الدعا ھو العبادۃ یعنی دعا بھی عبادت ہی ہے۔ جس طرح نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، عمرہ، صدقہ خیرات عبادت کی مختلف صورتیں ہیں، اسی طرح دعا بھی عبادت ہی کی ایک شکل ہے۔ صحیح حدیث میں یہ بھی موجود ہے الدعا مخ العبادۃ یعنی دعا عبادت کا مغز، گودا، خلاصہ یا نچوڑ ہے۔ گویا دعا ہر عبادت کا لب لباب ہے لہٰذا ہر اہل ایمان کو کثرت سے دعا کرنی چاہئے۔ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔ (المؤمن۔۶۰) مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا، جو لوگ میری عبادت سے ازراہِ تکبر استنکاف کرتے ہیں، ان کو ذلیل کر کے جہنم میں داخل کروں گا۔ حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی ہے الدعاء سلاح المؤمن و نور السمٰوٰت والارض یعنی دعا مومن کا ہتھیار ہے اور ارض وسما کا نور ہے۔ جب مادی ہتھیار ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر آدمی دعا کی طرف رجوع کرتا ہے، اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔

آپؐ نے یہ بھی فرمایا الدعاء عماد الدین یعنی دعا دین کا ستون ہے، جیسے یہ مسجد کے ستون ہیں جن پر مسجد کی عمارت کھڑی ہے، اسی طرح دین کی عمارت دُعا کے ستونوں پر قائم ہے۔ دعا کا ذکر اللہ نے نبیوں کی خصوصیت کے طور پر بیان فرمایا ہے اِنَّهُمْ کَانُوْا یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا، وَکَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ٥ (الانبیاء۔۹۰) وہ ہمیں امید اور خوف کے ساتھ پکارتے ہیں اور ہمارے سامنے عاجزی کے ساتھ دست بدعا ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور مہربانیوں میں رغبت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچتے ہیں، گویا اِن دونوں چیزوں کو مدنظر رکھتے ہیں، دُعا اتنی عظیم الشان شے ہے۔

جب کوئی شخص دُعا کی درخواست کرے تو فوراً دُعا کرنی چاہئے، کیونکہ دُعا کا خواستگار حقیقت میں آپ کو عبادت میں لگا رہا ہے۔ دُعا کی قبولیت تو اللہ تعالیٰ نے کرنی ہے تاہم سائل کا دل خوش ہو جائے گا۔ میں نے بعض دہریہ قسم کے لوگوں کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اگرچہ وہ ان چیزوں کے قائل نہیں ہیں، پھر بھی اُن کو مجبوراً ماننا پڑتا ہے کہ دُعا کے ذریعے انسان میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ آپ صبح کی نماز پڑھ کر دُعا کریں، پھر دن کے وقت جب آپ کاروبار میں مشغول ہوں جائیں گے تو آپ کے دل ودماغ میں یہ بات آئے گی کہ جس ذات کے سامنے میں نے دُعا کی ہے، وہی میرا آقا اور مولا ہے۔ اس طرح اللہ کی ذات پر اعتماد ہوتا ہے، غرضیکہ دعا میں دینی اور دنیاوی ہر

دوقسم کے فوائد موجود ہیں۔

دُعا کرنے کا طریقہ

اور دُعا کرنے کا طریقہ بھی اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ، اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ o (الاعراف۔۵۵) اپنے پروردگار کو عاجزی سے اور چپکے چپکے پکارو، وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ حضور علیہ السلام کا فرمان بھی ہے لا یقبل اللّٰہ دعاء قلب لاہٍ غافلٍ اللہ غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔ لہٰذا دعا دلجمعی کے ساتھ کرنی چاہئے اور یہ نہ کہنا چاہئے کیف یستجیب اللّٰہ دعاء۔ کہ اللہ تعالیٰ دعا کیسے قبول کرے گا۔ وہ تو قادر مطلق ہے، اگر آپ کی نیت ٹھیک ہے اور دعا کسی مانع امر کے متعلق نہیں ہے، روزی اور لباس حلال مال کا ہے، برے کاموں سے آپ بچتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً آپ کی دعا قبول کرے گا، اگر یہ شرائط نہ پائی جائیں تو پھر دعا کی قبولیت کا امکان نہیں ہے۔

قبولیت دُعا کا معیار

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی قبولیت کا معیار بھی بتلا دیا ہے، بعض اوقات انسان جو چیز اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دیتا ہے، مگر یہ چیز اللہ کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہوتی ہے نہ کہ دُعا کرنے والے ذہن اور دماغ پر، ممکن ہے کہ جس چیز کو کوئی اچھا سمجھ کر طلب کرتا ہے، وہ واقع میں اس کے لیے مفید نہ ہو، لہٰذا ہماری طلب کا معیار درست نہیں ہے، بہر حال یا تو اللہ تعالیٰ بندے کی مطلوبہ چیز عطا کر دیتا ہے یا وہ چیز عطا نہیں کرتا، تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس چیز کی عطائیگی میں اس کی مصلحت نہیں ہے، البتہ اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ کوئی آنے والی مصیبت کو ٹال دیتا ہے، یہ دعا آنے والی مصیبت کے ساتھ ٹکراتی رہتی ہے اور قیامت تک ٹکراتی رہے گی، گویا دعا اس آنے والی مصیبت کا مقابلہ کرتی رہتی ہے اور دعا کرنے والے پر وار نہیں ہونے دیتی، اور بعض اوقات اللہ کے علم اور مصلحت میں مطلوبہ چیز دعا گو کیلئے بہتر نہیں ہوتی، لہٰذا وہ مطلوبہ چیز کی بجائے اس سے بہتر چیز عطا کر دیتا ہے اور دعا کی قبولیت کی آخری صورت یہ ہوتی ہے کہ مطلوبہ چیز دنیا میں تو عطا نہیں کی جاتی، البتہ وہ دعا آدمی کیلئے آخرت کا ذخیرہ بنا کر رکھ دی جاتی ہے، اور اس کا فائدہ دعا گو کو قیامت والے دن پہنچے گا۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا کی قبولیت کے لئے جلد بازی کا مظاہرہ نہ کیا کرو بلکہ دعا ضرور قبول ہوگی، جس کی مختلف صورتیں بتا دی گئی ہیں، آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی غلط قسم کی دعا یا قطع رحمی کی دعا نہ مانگو، بلکہ اپنی بھلائی، والدین، اولاد، اعزہ وا قارب، اہل

محلّہ، اہل شہر، اہل مکہ اور حضور علیہ السلام کی ساری امت کیلئے اچھی دعا مانگو، جیسے فرمایا کہ یوں کہو اللّٰھم اغفر لامۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم اللّٰھم ارحم امۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم اللّٰھم فرج عن امۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم اے اللہ! امت محمدؐ کو معاف کردے، اے اللہ! حضورؐ کی امت پر رحم فرما، امتِ محمدیہ پر آنے والی مصائب کو دور فرمادے، غرضیکہ سب کیلئے دعا مانگنی چاہئے۔

آخری عشرہ میں دعا

ماہِ رمضان اور خاص طور پر اس کا آخری عشرہ دعا کی زیادہ قبولیت کا موقع ہوتا ہے، جب رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو حضور مستعد ہوجاتے، حدیث کے الفاظ ہیں اذا دَخل العشر شد میزرہٗ وَاحیٰ لیلہٗ وایقظ اھلہٗ جب رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو حضورؐ کمر کس لیتے، شب بیداری کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگادیتے۔

آپؐ یہ بھی فرماتے کہ وقت تھوڑا ہے، لہٰذا جتنی ممکن ہو کوشش کرو، پھر سال کے بعد یا قسمت یا نصیب، جو زندہ رہے گا وہ یہ موقع پالے گا۔ اسی لئے احساس رکھنے والے لوگوں کو اس بات کی فکر ہوتی ہے۔ سعدی صاحبؒ نے بھی کہا ہے کہ وقت تیزی سے گزر رہا ہے، اگر ہم نے صحیح استعمال نہ کیا اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو وہ مثال بن جائے گی۔

؎ چہ　خوش　گفت　با کودک　آموز　گار
کہ　کارے　نکردیم　و　شد　روزگار

بچوں کو پڑھانے والا معلم پڑھاتا رہتا ہے، کام زیادہ ہوتا ہے، جس کو وہ پورا نہیں کرپاتا تو سعدی صاحبؒ نے کیسی اچھی بات کہی ہے کہ بڑا افسوس ہے کہ ہم اس کو پورا نہ کرسکے اور وقت گزر گیا۔ بہرحال جس قدر ممکن ہو، تلاوتِ قرآن، دعا، استغفار، درود شریف اور زیادہ سے زیادہ عبادت میں مشغول رہنا چاہئے، اور دعا کا صحیح طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

قبولیتِ دعا کا اعلانِ خداوندی

بعض اصحاب نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارا پروردگار ہم سے دور ہے یا قریب، اگر قریب ہے تو ہم سرگوشی کریں، اس کے سامنے مناجات کریں، اور اگر دور ہے تو اس کو بلند آواز سے پکاریں، اس کے جواب میں اللہ نے فرمایا وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبُ اے پیغمبرؐ! جب میرا بندہ آپ سے میرے متعلق پوچھے تو آپ کہہ دیں کہ میں تمہارے قریب ہی ہوں، اللہ تعالیٰ اپنے علم اور قدرت کے ساتھ انسان

کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، جیسا کہ اس کا ارشاد ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ o (ق۔۱۶) میں اپنے بندوں کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہوں، وہی رگ جس کے کٹ جانے سے آدمی ہلاک ہو جاتا ہے، مگر فرمایا کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکتے، لہٰذا زیادہ چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں ہے، جتنا عاجزی اور گڑگڑا کر دعا کرو گے اتنا ہی اچھا ہوگا، فرمایا اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ میں دعا گو کی دعا کو سنتا ہوں اور اس کو قبول کرتا ہوں، بشرطیکہ دعا کے شرائط پورے ہوں اور کوئی ممنوعہ چیز طلب نہ کی جائے، لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ میرے سامنے عاجزی سے دعا کرو اور میری بات کو تسلیم کرو، اگر میری بات کو رد کر دیا تو دعا کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا، لہٰذا میری بات بھی مانو وَالْيُؤْمِنُوْا بِيْ اور مجھ پر ایمان بھی رکھو۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت پہ یقین ہو، بلکہ تمام اجزائے ایمان پر یقین ہو، دل میں کفر، شرک کا شائبہ تک نہ ہو، پھر میری بات کو قبول کریں تو میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں، قبول کرتا ہوں، قریب ہی ہوں، اگر میری بات کو مان لو گے لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ o تو ہدایت پا جاؤ گے۔

قرآن اور روزہ کی سفارش

رمضان کے آخری عشرے کے متعلق میں نے عرض کیا کہ یہ بڑے قیمتی اوقات ہوتے ہیں، اِن سے بہت زیادہ فائدہ اٹھانا چاہئے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن اور روزے کی مناسبت بھی بیان فرمائی ہے، فرمایا الصیام والقراٰن یشفعان للعبد یعنی روزہ اور قرآن دونوں اللہ کی بارگاہ میں بندے کی سفارش کریں گے۔ یقول الصیام اَی رب انی منعته الطعام والشهوات بالنهار فشفعنی فيه پروردگار! میں نے اس بندے کو دن بھر کھاتے پیتے اور خواہشات نفسانیہ سے روکے رکھا، اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا منعته النوم بالليل فشفعنی فيه اللہ! میں نے اس کو رات کی نیند سے محروم رکھا، لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ یہ قرآن پڑھتا رہا، قرآن سنتا رہا، ذکر و دعا میں مشغول رہا، فرمایا فيشفعان اللہ تعالیٰ دونوں کی سفارش کو قبول فرمائے گا۔

تلاوتِ قرآن کا اجر

آپ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، اگرچہ یہ اصلی مقصد نہیں ہے بلکہ ثانوی چیز ہے، مگر اجر و ثواب سے خالی نہیں ہے، غیر رمضان میں قرآن کا ایک ایک حرف پڑھنے سے دس دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں، مگر رمضان میں

ایک ایک حرف کے بدلے ستر ستر نیکیاں ملتی ہیں، آپ نے یہ بھی فرمایا اقرء القرآن فانہ یاتی شفیعاً لا صحابی انھم کانوا یعلمون لوگو! قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ قرآن پڑھ کر اس پر عمل کرنے والوں کیلئے سفارشی بن کر اللہ کے سامنے پیش ہوگا۔ اگر قرآن پر عمل نہیں ہے بلکہ عمل اس کے خلاف ہے تو پھر اللہ کو اختیار ہے کہ تمہاری تلاوت کو قبول کرے یا نہ کرے، گویا اصل چیز تو عمل بالقرآن ہے اور اس کی محض تلاوت ثانوی حیثیت رکھتی ہے، مگر اس کا بھی اللہ نے اتنا اجر رکھا ہے، اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ قرآن چونکہ ماہ رمضان میں نازل ہوا، اس لئے اِن اوقات میں اس کو زیادہ سے زیادہ پڑھو، ایک لحاظ سے اللہ نے قرآن کو ہمارے لیے نصابِ تعلیم مقرر کیا ہے، اور سنت اس کی شرح ہے، اس لئے اپنے اس نصاب تعلیم کو اس ماہِ مبارک میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنا چاہئے۔ چنانچہ تراویح کی نماز میں قرآن کی تلاوت کو سنت ٹھہرایا گیا ہے، اس کا پڑھنا اور سننا بھی باعث ثواب ہے، بہرحال قرآن اور روزہ بندے کے حق میں اللہ رب العزت کے سامنے سفارش کریں گے۔

عشرہ آخر کا اعتکاف

میرے محترم بزرگو! اعتکاف کے بارے میں بھی دو دو چار جملے سن لیں، اعتکاف کرنے والے کے متعلق حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے المعتکف ھو یعتکف الذنوب اعتکاف کرنے والا تمام گناہوں کو روک دیتا ہے، یہ اتنی بلند عبادت ہے، جب آدمی اعتکاف بیٹھ جاتا ہے تو وہ تمام گناہوں سے دور چلا گیا، آدمی سال بھر مختلف قسم کی اِدھر اُدھر کی باتیں سنتا رہتا ہے جس سے اُس کا دل و دماغ پراگندہ ہوجاتا ہے تو اِن چیزوں سے یکسوئی حاصل کرنے کیلئے اعتکاف بہترین ذریعہ ہے، اعتکاف کے دس دنوں میں آدمی ہر قسم کے گناہوں سے رُکا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ سال بھر کی کوتاہیوں کی تلافی کر دیتا ہے، اِعتکاف کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے وَيُجْزٰى لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔ (ابن ماجہ) کہ معتکف کی نیکیوں کا حساب ساری نیکیاں کرنے والے بندے کی طرح جاری رہتا ہے اور اُس کے نامہ اعمال میں درج ہوتا رہتا ہے، لہٰذا اعتکاف کو فضولیات سے پاک رکھنا چاہئے تاکہ اس کا مقصد حتی الامکان پورا ہو سکے، معتکف کو چاہئے کہ اس دوران میں حتی الامکان زیادہ سے زیادہ دعائیں کرتا رہے۔

لیلۃ القدر

ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر بھی آتی ہے، اللہ کا فرمان ہے لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ

شَهْرٍ o (القدر۔۳) یہ رات ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔ پہلے لوگوں کی عمریں زیادہ تھیں مگر اس آخری امت کے لوگوں کی عمر کم ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کو تھوڑے وقت میں زیادہ اجر کا ذریعہ بنا دیا ہے، حضور علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے تَحَرَّوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَان یعنی لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو، یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ رمضان کی رات میں، آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایماناً و احتساباً ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب طلب کرتے ہوئے عبادت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی غلطیوں کو معاف فرما دیتا ہے، بعض لوگ اس رات کی کوئی علامت دریافت کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس کی کوئی خاص علامت نہیں ہے، ہر اہل ایمان کو چاہئے کہ ہر طاق رات میں عبادت کرتا رہے، اگر وہ لیلۃ القدر ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوگی، بعض اوقات کسی آدمی کو کوئی اشارہ بھی ہو جاتا ہے جو کہ خواب کے ذریعے بھی ہوسکتا ہے مگر یہ کوئی مستقل قانون نہیں ہے، بعض صحابہ کرامؓ کو اشارات ملے تھے، مگر صحیح بات یہ ہے کہ یہ رات ہر سال گردش کرتی رہتی ہے اور مختلف طاق راتوں میں واقع ہوتی رہتی ہے، آپ عبادت کریں اور اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی امید رکھیں۔

فطرانہ کا مسئلہ

فطرانہ کی مقدار دو سیر گندم یا جو آٹا آپ کھاتے ہیں یا اس کی قیمت کسی محتاج کو دے دیں، موجودہ حالات میں ہمارے ہاں فطرانہ کی رقم اٹھارہ یا بیس روپے فی کس بنتی ہے، میرے محترم بزرگو! میں نے پہلے جمعہ میں بھی درخواست کی تھی کہ یہ فطرانہ مدارس دینیہ میں دینا زیادہ بہتر ہے جہاں پر غریب طلبا کی خوراک، لباس، علاج معالجہ اور ان کے وظیفہ کا خرچہ برداشت کیا جاتا ہے، اس میں دوہرا فائدہ ہے، ایک محتاج طلباء کی اعانت ہو جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ تعلیم دین کی اشاعت بھی ہوتی رہتی ہے، ہمارا یہ مدرسہ نصرۃ العلوم بھی فطرانہ کا مستحق ہے جہاں تین سو کے قریب بیرونی طلباء زیر تعلیم ہیں اور مدرسہ ان کے ضروری اخراجات برداشت کر رہا ہے، میں تو ہمیشہ کہتا ہوں کہ زکوٰۃ آپ بے شک حکومت کو جمع کرائیں مگر اپنی حلال کمائی میں سے دینی مدارس کے ساتھ بھی تعاون کریں۔ فطرانہ کے علاوہ آپ اپنے صدقات و خیرات اور عطیات کے ذریعے بھی مالی تعاون کر سکتے ہیں'' مجھے اِن مدارس کی بہت فکر ہو رہی ہے، کیونکہ امریکہ اِن کو برداشت نہیں کرتا، وہ جانتا ہے دین کی اصل بنیاد اور جڑ یہ مدارس ہیں اور جب تک اِن کو ضبط نہ کیا جائے، مسلمان قابو نہیں آ سکتے، اُن کو دوسرے ممالک کا تجربہ بھی حاصل ہے، جہاں انہوں نے دینی مدارس

کو ختم کر دیا ہے، ایسا روس اور بعض دوسرے ممالک میں بھی ہوا ہے اور دین کا جو خاص نظریہ اور مقصد تھا اور خاص سیرت کے لوگ پیدا کرنا مقصود تھا، وہ پورا نہیں ہو رہا ہے‘‘

جمعۃ الوداع اور قضائے عمری

میں آپ کی توجہ جمعۃ الوداع کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں، اگر یہ مہینہ ۲۹ دن کا ہوا تو عید جمعہ کو ہو گی اور اس لحاظ سے آج کا جمعہ ہی جمعۃ الوداع ہے، اور اگر رمضان تیس دن کا ہو گیا تو پھر اگلا جمعہ جمعۃ الوداع ہو گا، حقیقت یہ ہے کہ جمعۃ الوداع کا شریعت میں کوئی خاص حکم نہیں ہے، یہ جمعہ بھی باقی جمعوں کی طرح ہی ہے، البتہ سارے جمعے مبارک ہی ہیں، اس لحاظ سے آخری جمعہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔

بعض لوگ اس آخری جمعہ کے روز چار رکعت نماز پڑھتے ہیں جس کو قضائے عمری کا نام دیا جاتا ہے، اس نماز کی ادائیگی کے لیے مختلف طریقے ایجاد کئے ہوئے ہیں، بعض لوگ یہ چار رکعت با جماعت ادا کرتے ہیں اور بعض فرداً فرداً اور سمجھتے ہیں کہ اس سے عمر بھر کی قضا نمازیں اداء ہو جاتی ہیں، یہ غلط بات ہے، کوئی بھی چار رکعت سال بھر یا عمر بھر کی قضاء نمازوں کا کفارہ نہیں بن سکتیں، حضور علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ اگر سوتے میں یا غفلت کی وجہ سے کوئی نماز رہ جائے تو جلد از جلد اس کی قضا کر لو، یہی اس کا کفارہ ہے اور آئندہ کیلئے محتاط رہو۔

چار رکعت پڑھ کر اپنے آپ کو تمام قضاؤں سے بری قرار دینا کوئی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ بدعت ہے، البتہ سابقہ قضاؤں کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اِن سب کا حساب کریں اور ہر نماز کے ساتھ سابقہ قضائیں بھی کرتے رہیں، اگر کوئی ایسا شخص بیمار ہے اور صاحبِ مال ہے تو وہ ہر نماز کے بدلے دو سیر گندم یا اس کی قیمت فدیہ کے طور پر کسی مسکین کو دے، اگر مالی استطاعت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے، قضا عمری کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

تکمیل گنتی

البتہ یہ مسئلہ ذہن نشین کر لیں کہ جن بہن بھائیوں کے بعض روزے رہ جائیں وہ رمضان کے بعد گنتی پوری کر لیں، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرہ ۱۸۴) اگر عورت حاملہ ہے یا بچے کو دودھ پلا رہی ہے اور روزہ رکھنے سے حمل یا بچے کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو وہ روزہ افطار کر سکتی ہے، البتہ بعد میں اس کو گنتی پوری کرنا ضروری ہے۔

شوال کے چھ روزے

شوال کے چھ روزوں کا مسئلہ بھی سن لیں، یہ ضروری تو نہیں ہیں البتہ نفلی روزے ہیں، حدیث میں آتا ہے

مَنْ صام رمضان ثم اتبعه ستاً من شوال كان كصيام الدهر یعنی جس شخص نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس کے ساتھ ماہِ شوال کے چھ روزے بھی رکھے، وہ شخص ایسا ہی ہے گویا کہ اُس نے پورے سال کے روزے رکھے، یہ ضروری مسائل میں نے عرض کر دیے ہیں۔

دعا سب کے لئے

میں تمام اہلِ اسلام سے عرض کروں گا کہ آپ کی دعائیں خود اپنے لئے تو مقدم ہیں، اس کے علاوہ آپ سب کے لئے دعائیں مانگیں، اس وقت ہم بدامنی کے مسئلہ سے دوچار ہیں، حتیٰ کہ رات کو مسجد کے دروازے بند کر کے تراویح پڑھتے ہیں، پورا ملک دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے، مگر حکومت کا کوئی متعلقہ ادارہ اس کے علاج کی طرف توجہ نہیں دے رہا ہے، زبانی کلامی تو کہتے ہیں کہ ہم نے یہ قانون بنادیا ہے، امن وامان بحال کردیں گے، مگر آج تک نہ کسی دہشت گرد کو گرفتار کیا گیا ہے اور نہ سزا دی گئی ہے، قیامِ پاکستان کے موقع پر لوگوں پر بڑی بڑی مصیبتیں آئیں اور وہی حالت آج کل بنی ہوئی ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مصیبت سے نجات دلائے، اس سے بری حالت کیا ہوسکتی ہے کہ مسجد کو تالے لگا کر نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔

اِدھر افغانستان میں بے ایمان لوگوں نے افغانوں کو خانہ جنگی میں مبتلا کر دیا ہے، طالبان اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں، مگر امریکہ، برطانیہ اور ہندوایسا نہیں چاہتے، ایران والے بھی سنی حکومت کے حق میں نہیں ہیں، اس لئے وہ مخالفین کی مدد کرتے ہیں اور طالبان کی کمزوری کا باعث بن رہے ہیں، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ طالبان کی مدد فرمائے، اگر وہاں اسلامی حکومت قائم ہوتی ہے تو کافروں کو تکلیف ہوتی ہے، لیکن ایماندار اسلامی حکومت کے حق میں ہیں، طالبان نے اپنے مقبوضہ علاقوں میں امن وامان قائم کر کے مثال قائم کر دی ہے، وہ باقی علاقوں میں بھی اسی طرح امن کے قیام کے خواہاں ہیں، مگر وسائل کی عدم موجودگی ان کے راستے میں رکاوٹ ہے، ابھی تک وہ انتظامیہ کے معاملات کماحقہ حل نہیں کر سکے ہیں اور نہ تعلیمی نظام کو صحیح لائینوں پر چڑھا سکے ہیں۔

بیرونی ممالک میں سے پاکستان، سعودیہ اور ایک آدھ اور حکومت نے اُن کو تسلیم کیا ہے، امریکہ تو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہے، جب تک حکومت ان کی مرضی کے مطابق نہ ہو۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اِس ملک میں بھی امن قائم کرے، ہم تو کہتے ہیں کہ جو شرارت کرتا ہے، خراب آدمی ہے، اس کو سزا دو، مگر آج تک تو اچھے لوگوں کو ہی ستایا گیا ہے، جیلوں میں ڈال دیا گیا ہے، مگر اصل مجرموں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں، اگر کوئی مولوی غلط

کام کرتا ہے تو اس کو سزا دو، مگر یہاں تو پارٹی کی بنیاد پر مخالف پارٹی کے بے گناہ لوگوں کو پکڑنا اور سزا دینا کہاں کا انصاف ہے؟ ہمیشہ کیلئے کوئی نہیں آتا، آخر یہ حکومتیں بھی ختم ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ بہتری پیدا کر دے گا، آپ دعا کرتے رہیں۔

چند اہم دینی مسائل

[س۱] نماز تراویح میں ختم قرآن پر مٹھائی تقسیم کرنا کیسا ہے؟

(ج) یہ ضروری نہیں ہے، خاص طور پر چندہ جمع کر کے مٹھائی تقسیم کرنا تو بہت بری بات ہے، اگر کوئی آدمی اپنے طور پر اپنی حلال کمائی سے مٹھائی تقسیم کرتا ہے تو درست ہے۔

[س۲] مسجد میں محفل شبینہ کا اہتمام کرنا کہاں تک درست ہے؟

(ج) یہ بدعت ہے، آج تک تو لوگ گپیں مارتے ہیں، اصل شبینہ تو یہ ہے کہ قرآن پاک سنا جائے، مولانا شیخ الہندؒ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد اپنے مکان پر جا کر سارا قرآن پاک سنتے تھے، اس مقصد کیلئے انہوں نے دو حفاظ کرام مقرر کر رکھے تھے، اگر کوئی ایسا کر سکے تو مبارک ہے، موجودہ طریقہ سوائے شور شر اور کھانے پینے کے اور کچھ نہیں ہے۔

نماز عید ساڑھے آٹھ بجے اس مسجد میں ادا کی جائے گی۔

دعائیہ کلمات

سب حضرات دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام بیمار مسلمانوں کو جسمانی، روحانی بیماریوں سے شفا بخشے اور جو مسلمان وفات پا چکے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کی بخشش و مغفرت فرمائے۔ جو مسلمان پریشان حال ہیں، اللہ تعالیٰ سب کی دینی، دنیاوی، کاروباری اور گھریلو پریشانیاں دور فرمائے، کاروبار میں برکت اور رزق حلال میں وسعت نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق کی سمجھ اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق بخشے اور سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

(تاریخ خطبہ ۲۳ جنوری ۱۹۹۸ء)

مولانا محمد فیاض خان سواتی

شوقِ مطالعہ

رمضان کی وجہ تسمیہ

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبیؒ المتوفٰی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں۔

''ابو صالحؒ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ مجھے رمضان کے بارہ میں بتائیں کہ اس کا نام رمضان کیوں رکھا گیا ہے؟

تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا:

''لِاَنَّ الذُّنُوْبَ تَرْمُضُ فِيْهِ اِرْمَاضًا''

اس لیے کہ اس میں گناہ جل جاتے ہیں۔

(مُعْجَمُ الشیوخ المعجم الکبیر عربی ج۲ ص۳۶۶ طبع طائف، سعودیہ)

بیس رکعات تراویح پر اجماع

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ المتوفٰی ۲۰۰۸ء رقمطراز ہیں۔

''مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات عیاں ہے کہ حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور میں معاملہ مختلف رہا، کبھی تیرہ رکعات، کبھی گیارہ رکعات، کبھی اس کے علاوہ، پھر آخر میں بیس پر معاملہ ٹک گیا اور تمام صحابہ کرامؓ مہاجرین وانصار کا اس پر اجماع ہو گیا۔'' (نمازِ مسنون کلاں ص۶۰۳، طبع گوجرانوالہ)

رمضان اور عید کے چاند کا لطیفہ

شیخ ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکانؒ المتوفٰی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں۔

''کتاب ''بهجة المجالس'' میں یہ بھی ہے کہ ریاشیؒ نے کہا کہ بصرہ میں لوگ رمضان کے ماہ کا چاند دیکھنے کے لئے نکلے، ان میں سے ایک آدمی نے اسے دیکھ لیا اور وہ مسلسل اس کی طرف اشارہ کرتا رہا، یہاں تک کہ اسے اس

کے علاوہ دوسروں نے بھی دیکھ لیا اور ایک دوسرے کو اس کا معاینہ کرا دیا، پھر جب عید الفطر کے چاند کا وقت آیا تو صاحب النوادر (ایک مسخرہ) تیز رفتار کودنے والے جانور کی طرح اس آدمی کی طرف گیا اور اس کا دروازہ کوٹتے ہوئے کہنے لگا، اٹھ اور تو ہی نکال ہمیں جس میں تو نے ہمیں داخل کیا تھا۔''

(وَفَیَات الاعیان وانباء ابناء الزمان عربی ج ۷ ص ۷۰، طبع قم، ایران)

رمضان میں نوے بار قرآن کریم کا ختم

حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادیؒ المتوفی ۴۶۳ھ رقمطراز ہیں۔

''محمد بن زھیر بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میرے والد رمضان کے مہینہ میں ہر دن اور رات کے وقت تین بار اپنے قرآن کریم کے ختم کے وقت ہمیں جمع کرتے، اور رمضان کے مہینہ میں نوے بار ختم کرتے تھے۔''

(تاریخ بغداد او مدینۃ الاسلام عربی ج ۸ ص ۴۸۵، طبع بیروت)

بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہیں

امام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الشافعیؒ المتوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں۔

''التراويح! وهى عشرون ركعة وكيفيتها مشهورة وهى سنة مؤكدة''

''تراویح! اور وہ بیس رکعات ہیں، ان کی کیفیت مشہور ہے اور وہ سنت مؤکدہ ہیں۔''

(احیاء علوم الدین عربی ج ۱ ص ۲۰۱ و ص ۲۰۲، طبع بیروت، لبنان)

افطاری کرانے والے کے لئے دعا

امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی الشافعیؒ المتوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں۔

''سنن ابی داؤد وغیرہ میں اسناد صحیحہ سے حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ حضرت سعد بن عبادہؓ کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے روٹی اور زیتون پیش کی جو حضورؐ نے کھائی، پھر آپؐ نے یہ دعا فرمائی۔

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ ، وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ۔

تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا، اور تمہارے کھانے کو نیک لوگوں نے کھایا اور تم پر فرشتوں نے دعائے رحمت کی۔'' (الاذکار المنتخبۃ من کلام سید الابرارؐ عربی ص ۱۷۳، طبع مصر)

رمضان اور تلاوت قرآن

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبیؒ المتوفی ۷۴۸ھ رقمطراز ہیں۔

''سلام بن ابی مطیعؒ کہتے ہیں کہ قتادہؒ کا معمول سات دن میں قرآن ختم کرنے کا تھا، لیکن جب رمضان آجاتا تو وہ ہر تین دن میں ختم کرتے، پھر جب آخری عشرہ آتا تو وہ ہر رات ختم کرتے تھے۔''

(سیر اعلام النبلاء عربی ج ۵ ص ۲۷۶، طبع بیروت، لبنان)

اعتکاف کیلئے افضل مقامات

حضرت ملا علی بن محمد سلطان الھروی المعروف بالقاری الحنفیؒ المتوفی ۱۰۱۴ھ رقمطراز ہیں۔

''افضل اعتکاف وہ ہے جو مسجد حرام میں ہو، پھر وہ جو حضور نبی اکرمؐ کی مسجد میں ہو، پھر وہ جو مسجد اقصیٰ میں ہو، پھر وہ جو ان جامع مساجد میں ہو جن کے اہل (افراد) زیادہ ہوں۔'' (شرح النقایۃ عربی ج ۱ ص ۱۸۰، طبع سہارنپور انڈیا)

تراویح کی نیت کا طریقہ

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ المتوفی ۱۴۲۹ھ لکھتے ہیں۔

''تراویح کا بیس رکعات ہونا صحابہ کرامؓ کے اجماع سے ثابت ہے، اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ تراویح کی نیت اس طرح کرنی چاہئے۔

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃَ التَّرَاوِیْحِ سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ۔
میں نے نیت کی دو رکعت نماز تراویح پڑھنے کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی سنت ہے۔'' (علم الفقہ مولانا عبد الشکور لکھنویؒ ج ۲ ص ۲۰۱) (نماز مسنون کلاں ص ۶۱۱ و ص ۶۱۲، طبع گوجرانوالہ)

شیخ الاسلام مدنیؒ کا تلاوت کلام اللہ سے بے پناہ شغف

حضرت مولانا ابوالحسن بارہ بنکویؒ رقمطراز ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ حافظ قرآن تھے، اگرچہ بچپن میں حفظ نہ کر سکے تھے، مگر آپ کی یہ تمنا تھی کہ آپ کو یہ دولت لازوال (حفظ قرآن) حاصل ہو جائے، چنانچہ سفرنامہ اسیر مالٹا میں اس امر کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ ''میں چند دعائیں مانگا کرتا تھا ان میں سے ایک دعا یہ بھی تھی کہ قرآن مجید حفظ ہو جائے، چنانچہ اسارت مالٹا کے زمانہ میں آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور حفظ کے بعد اس کا حق بھی اس طرح ادا فرمایا کہ بہت سے ''خالص حفاظ''

سے بھی اس طرح ادا نہیں ہوتا، بہت سے حافظوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ صرف رمضان المبارک میں دور کرتے ہیں اور گیارہ مہینے قرآن کریم کو طاق نسیان کی زینت بنائے رکھتے ہیں، جبکہ ضعف اور ہجوم مشاغل میں تراویح میں بھی قرآن کریم کا سننا اور سنانا دشوار ہوتا ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ تراویح وتہجد میں تلاوت قرآن کریم کا اہتمام فرماتے تھے بلکہ عام دنوں میں بھی نوافل میں راتوں کو بیدار رہ کر تلاوت قرآن کریم کے روحانی کیف سے لذت اندوز ہوتے تھے، ریل میں جیل میں مالٹا کے اسارت خانے میں حالت صحت ومرض میں عالم جوانی وپیری میں غرضیکہ ہمیشہ اور ہر دور میں قرآن کے سننے اور سنانے کا معمول نہایت پابندی سے جاری رہا، آپ کے اس ذوق اور شغف سے کتنے قلوب میں حفظ قرآن کی اہمیت پیدا ہوئی اور کتنے متوسلین نے آپ کی برکت سے اپنے بچوں کو قرآن مجید حفظ کرایا، اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ عمرؓ کی قبر کو نور سے بھرے، جس طرح انہوں نے رمضان میں قیام تراویح کے ذریعہ مساجد کو منور کیا، ایسے ہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ہر متوسل آپؒ کے لیے بھی یہی دعا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو روشن کرے کہ آپؒ نے عملی نمونہ دکھا کر حفظ وتلاوت قرآن پاک کا عام جذبہ پیدا فرمایا اور لاکھوں قلوب قیام لیل کی برکتوں سے منور ہوگئے۔ (مولانا نسیم احمد صاحب فریدی)''

(شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات ص۸۴وص۸۵، مرتب ابوالحسن بارہ بنکوی طبع دیوبند)

ایک شب میں ختم قرآن

حضرت مولانا تقی الدین ندوی مظاہریؒ رقمطراز ہیں۔

''(شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے) ارشاد فرمایا: ہم نے سنا ہے کہ رات نفلوں وتراویح میں حافظ زبیر نے چھتیس ۳۶ پارے پڑھے ہیں؟ میرے لیے یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے، میرے چچا جانؒ بہت نحیف و ضعیف تھے، سہارنپور سے کاندھلہ تراویح سنانے جاتے تو دو رات میں ایک قرآن ختم کر دیتے، مفتی صاحب نے بتایا کہ ایک گھنٹہ میں آٹھ پارہ پڑھ ڈالتے، حضرت امام اعظمؒ وامام شافعیؒ کا قصہ ہم نے سن رکھا ہے، روزانہ دو قرآن ایک رات میں اور دوسرا دن میں ختم کر ڈالتے، ایک حافظ کے لئے ایک گھنٹہ میں چھ پارے پڑھنا آسان ہے، ایک رمضان میں میں نے اپنے بعض دوستوں کو ۶۱ قرآن ختم کرنے کے لئے لکھا تھا، میرے دوستوں نے کوشش کی، مولوی انعام نے ۶۱ قرآن سنائے، ایک نے ۵۶ اور بعض لوگوں نے ساٹھ ساٹھ ختم کئے، اب ہم قویٰ کے کمزور

ہونے کی وجہ سے نہیں کر سکتے، باقی جہاں تک ہو سکے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

میری دادی جان کا روزانہ اپنے وظائف کے ساتھ رمضان المبارک میں چالیس پارہ ختم کرنے کا معمول تھا، ''تذکرۃ الخلیل'' میں ان کے حالات مذکور ہیں، حالانکہ ہمارے خاندان میں اس زمانے میں خادمہ کھانے پکانے کے لئے نہیں ہوتی تھی، اگر فکر لگ جائے اور موت کا استحضار ہو تو سب آسان ہے۔''

(صحبتے با اولیاء ص۱۹۶ و ص۱۹۷، طبع کراچی)

شیخ زکریاؒ کا تلاوت کا معمول

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ المتوفی ۲۰۰۰ء رقمطراز ہیں۔

''(شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ نے فرمایا) جب ادب کا ذوق شروع ہوا تو سہارنپور سے دہلی تک اشعار کا دور تھا، کھڑکی سے باہر منہ نکال کر شعر پڑھتا جایا کروں تھا، اس کے بعد قرآن پاک کا دور شروع ہوا، سہارنپور سے دلی تک ۱۵ اور ۲۰ تک کے درمیان میں پاروں کا ہمیشہ معمول رہا، اس زمانہ میں ریل کے سفر بذل کی طباعت کی وجہ سے بہت کثرت سے ہوا کرتے تھے۔''(آپ بیتی ج۳ ص۱۲۵)

۳۸ھ سے ماہِ رمضان میں ایک قرآن روزانہ پڑھنے کا معمول شروع ہوا تھا جو تقریباً ۸۰ھ تک رہا ہوگا بلکہ اس کے بعد تک۔(آپ بیتی ج۲ ص۳۵)

(مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی اور ان کے خلفاء کرام حصہ اول ص۲۲۷ و ص۲۲۸، طبع انگلینڈ)

''حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجلس میں تشریف لاتے تو ہمارا جی چاہتا تھا کہ احترام میں اٹھ کھڑے ہوں لیکن ہم ایسا نہیں کرتے تھے ''لمکان کراھتہ'' کیونکہ آپ ﷺ کو یہ پسند نہیں تھا۔ اس لیے ہمیں بھی محبت وعقیدت کے اظہار میں نبی کریم ﷺ کی پسند و ناپسند کا لحاظ رکھنا چاہئے۔''[مولانا زاہد الراشدی]

مولانا زاہد الراشدی
جانشین امام اہل السنۃؒ

کھیلوں کے مقابلے اور سنت نبویؐ

[۲۶، مارچ ۲۰۲۲ء کو الشریعہ اکادمی کوروٹانہ گوجرانوالہ میں ہفتہ وار نقشبندی محفل سے خطاب]

بعد الحمد والصلوٰۃ!

آج الشریعہ اکادمی میں کرکٹ میچ ہوا ہے، جس میں اکیڈمی ہی کی دو ٹیموں نے حصہ لیا اور اس میں کنگنی والا کی ٹیم نے کوروٹانہ ٹیم پر برتری حاصل کی، اس پر کامیاب ٹیم کو مبارک باد دیتے ہوئے کھیلوں کے مقابلوں کے بارے میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

عام طور پر کھیلوں سے تین قسم کے فوائد مقصود ہوتے ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ معمول کی مصروفیات سے الگ کوئی مصروفیت اختیار کی جائے تاکہ ذہنوں کو ٹینشین سے نجات حاصل ہو اور وہ تازہ دم ہو کر اپنے معمولات میں پھر سے مصروف ہو جائیں، یہ انسانی زندگی کا حصہ اور ضرورت ہے۔

دوسرا یہ کہ اس سے ورزش ہو جاتی ہے، بعض کھیلوں میں جسمانی ورزش ہوتی ہے اور بعض میں ذہنی ورزش ہو جاتی ہے اور یہ بھی زندگی کی ضروریات میں سے ہے۔

تیسرا مقصد جنگی ماحول میں مقابلہ کی تیاری کا ہوتا ہے اور انسان اپنے دفاع اور دشمن پر برتری حاصل کرنے کے لیے خود کو تیار کرتا ہے۔

یہ کھیلیں اور ان کے مقابلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہوتے تھے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اہتمام کرتے تھے، چونکہ مدینہ منورہ کا دس سالہ دور جنگی ماحول کا تھا کہ اس دور میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دو درجن سے زائد جنگوں میں شریک ہوئے، اس لئے اس ماحول میں جنگی مشقوں والے مقابلے زیادہ ہوتے تھے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مسجد نبویؐ کے صحن میں کچھ نوجوان نیزہ بازی کا مقابلہ کر رہے تھے، نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ مقابلہ دیکھو گی؟ میں نے ہاں کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑکی کے سامنے کھڑے ہو گئے اور میں ان کے پیچھے چھپ کر کافی دیر تک یہ مقابلہ دیکھتی رہی اور جب تھک گئی تو بس کہہ کر پیچھے ہٹ گئی۔

ایک موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی راستہ سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ نوجوانوں کی دو ٹیمیں آپس میں تیراندازی کا مقابلہ کر رہی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور شاباش دیتے ہوئے فرمایا کہ خوب کھیلو، اور یہ بھی کہا کہ میں فلاں ٹیم کے ساتھ ہوں، جس پر دوسری ٹیم نے تیر پھینکنا بند کر دیے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ رُک کیوں گئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! ہم آپ کی طرف تیر کیسے پھینک سکتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئے کہ تم لوگ کھیلو میں دونوں کے ساتھ ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے مشہور پہلوان حضرت رکانہؓ کے ساتھ کشتی لڑی اور انہیں تین دفعہ پچھاڑا جس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا، دو گروپ تھے، تربیت یافتہ گھوڑوں کا مقابلہ لمبی مسافت کا تھا اور غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کا مقابلہ تھوڑے فاصلے کا تھا اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بھی اس دوڑ میں گھوڑے کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔

یہ تو جسمانی مقابلے تھے اور جنگی تیاری کے حوالہ سے تھے، اس کے علاوہ ذہنی مقابلہ میں بنو تمیم کے شاعر اور خطیب کے ساتھ مقابلہ تاریخ کا حصہ ہے کہ بنو تمیم کا وفد حضرت اقرع بن حابسؓ کی سربراہی میں مدینہ منورہ آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعری اور خطابت میں مقابلہ کی دعوت دی جو قبول کر لی گئی، مقابلہ کا میدان سجا، محفل بپا ہوئی، جس میں بنو تمیم کے خطیب حضرت زبرقان بن بدرؓ نے خطابت کے جوہر دکھائے جس میں اپنے قبیلہ کی خوبیاں بیان کیں اور اپنے مفاخر کا ذکر کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر خطیب الانصار حضرت ثابت بن قیسؓ نے اپنے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حسنہ اور اسلام کی خوبیوں کا خطیبانہ انداز میں تذکرہ کیا، اس طرح بنو تمیم کے شاعر حضرت اقرع بن حابسؓ نے یہی باتیں شاعرانہ لہجے میں کہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر حضرت حسان بن ثابتؓ نے شاعری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور اسلام کے محاسن کا تذکرہ کیا، اس مقابلہ میں بنو تمیم کے وفد کے سربراہ حضرت اقرع بن حابسؓ نے مسلمان خطیب اور شاعر کی برتری کا

اعتراف کیا اور اس پر وہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔

یہ واقعات دورِ نبویؐ کے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے ہیں، ان کا مطلب یہ ہے کہ ذہنی و جسمانی ورزش، جنگی تیاری اور ایسی تفریح کے لیے جس سے ذہنوں کو فرحت وسکون حاصل ہو اور وہ تازہ دم ہو کر اپنے معمولات زندگی ادا کر سکیں، اسلامی تعلیمات کا حصہ ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا اہتمام فرمایا ہے۔

اس کے ساتھ، میں اپنی ٹیموں سے کہنا چاہوں گا کہ ہم گوجرانوالہ میں رہتے ہیں جو پہلوانوں کا شہر ہے اور یہاں کا خصوصی کھیل کبڈی ہے جو جسمانی ورزش کے لیے ہوتا ہے اور اس علاقہ کی ثقافت ہے، اس لیے میری خواہش ہے کہ الشریعہ اکادمی میں کھیل کا اگلا مقابلہ کبڈی کا ہو اور آپ لوگ اس کی ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔

وفیات

گزشتہ ماہ مندرجہ ذیل شخصیات کا انتقال ہو گیا ہے۔

[۱] جامع مسجد نور گوجرانوالہ کے قدیم نمازی شیخ عبد الستار گوجرانوالہ۔

[۲] والد مولانا شعیب قیصر ناظم ادارہ نشر و اشاعت جامعہ نصرۃ العلوم۔

[۳] محمد زاہد خان سواتی تایازاد بھائی مولانا حافظ فضل الہادی مدرس جامعہ نصرۃ العلوم۔

[۴] ماموں مولانا طیب لدھیانوی گوجرانوالہ۔

[۵] اعظم علی والد مولانا حافظ ندیم گوجرانوالہ۔

[۶] فضل حق ماموں مولانا قاری عبید الرحمٰن گجرات۔

[۷] حافظ زمان بٹ گوجرانوالہ۔

[۸] فاروق برادر محمود لطیف گوجرانوالہ۔

☆ قارئین کرام تمام وفات پانے والے خواتین وحضرات کیلئے اللہ رب العزت کے حضور دعا فرمائیں کہ وہ ان کی غلطیوں کو درگزر فرما کر جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین۔ [فیاض]

[خطاب] مولانا محمد فیاض خان سواتی
[ضبط وترتیب] محمد حذیفہ خان سواتی

دستار بندی کے موقع پر الوداعی نصائح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، خُصُوْصاً عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ نُجُوْمِ الْهُدٰى، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ، اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُوْلُوا الْاَلْبَابِo

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ، وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ، وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

محترم حاضرین و برادران اسلام وخواتین محترمات!

تمہید

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم تیسویں پارہ میں سے ''سورۃ الزمر'' کی آیت نمبر ۹ تلاوت کی ہے، آپ حضرات کو معلوم ہے کہ آج آپ کے اِس جامعہ کی سالانہ تقریب دستار بندی ہے، اس موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری حفظہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لانا تھی، وہ لاہور تک تشریف لائے، لیکن ان کو وہاں اچانک دل کی تکلیف ہوگئی اور ڈاکٹروں نے انہیں آگے آنے کی اجازت نہیں دی، بلکہ سننے میں یہ آیا ہے کہ ان کو اسٹنٹ وغیرہ پڑے ہیں، اُن کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے، اس موقع پر حضرت علیؓ کا ایک قول مجھے یاد آ گیا، انہوں نے ایک موقع پر یہ ارشاد فرمایا ''عَرَفْتُ رَبِّىْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ ''میں نے اللہ کو ارادوں کے ٹوٹ جانے سے پہچانا ہے، ہم سب حضرات آج اِس لیے اکٹھے ہوئے تھے کہ حضرت قاری صاحب کا بیان سنیں گے، لیکن اللہ کی حکمت اور ہے، اسی لئے حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ میں نے ارادوں کے ٹوٹ جانے کے

ساتھ اللہ کی معرفت کو پہچانا ہے، انہوں نے سفر شروع کیا، ارادہ بھی ہے، سب کچھ ہے، لیکن اللہ کی حکمت میں نہیں ہے، بہرحال جمعہ کے بعد شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا زاہدالراشدی صاحب کا تفصیلی بیان ہوگا اور اس کے بعد دستار بندی ہوگی۔

جمعہ کے موقع پر میں آپ حضرات کے سامنے چند گزارشات پیش کروں گا۔ آج دستار بندی کا دن ہے، سب سے پہلے تو جو بچے اور بچیاں اپنا کورس مکمل کر کے فارغ ہوئے ہیں، انہیں، ان کے والدین کو، ان کے اعزہ و اقارب کو جو یہاں تشریف لائے ہیں، ان کے اساتذہ اور معلمات کو اور مدرسہ کے تمام اساتذہ، خادمین، معاونین، اور منتظمین سب کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ہر آدمی کی کوشش تکمیل کے مراحل میں پہنچی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ تمام خواتین وحضرات کی کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔

اس موقع پر میں فارغ ہونے والے علماء کرام، قراء عظام، حفاظ کرام، طالبات، حافظات اور تفسیر وحدیث پڑھنے والے طلبہ وطالبات کو چند نصیحتیں کرنا چاہوں گا، تفصیل سے تو حضرت شیخ الحدیث صاحب ہی بعد میں بیان فرمائیں گے۔ حضرت قاری صاحب سے بھی یہی درخواست کی گئی تھی کہ فارغ ہونے والے حضرات کو کچھ نصیحت فرما دیں۔

علم کے پانچ درجات

آج جو طلبہ وطالبات مختلف شعبوں سے فارغ ہو رہے ہیں، اُن کے سامنے ایک بات رکھنا چاہتا ہوں، جو ایک بہت بڑے محدث کا قول ہے، حضرت سفیان بن عیینہؒ جو تمام صحاح ستہ کے راوی ہیں، حضرت امام ابوحنیفہؒ کے معاصر ہیں، ان کے شاگرد ہیں اور ان کے فتوے پر عمل بھی کرتے تھے، ان کا ایک بڑا اہم قول ہے جس کو شیخ عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردیؒ نے اپنی کتاب ''عوارف المعارف'' میں نقل کیا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ علم کے پانچ درجات ہیں۔ جن طلبہ وطالبات نے تعلیم حاصل کی ہے، ان پانچ درجات کو سمجھنے کیلئے جو آیت مبارکہ میں نے تلاوت کی ہے، پہلے اس کا مفہوم ذہن میں ہونا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کیا فرما رہے ہیں۔ جناب رسول اللہؐ کے ذریعے قیامت تک انسانیت کیلئے یہ بات بیان کی گئی ہے کہ قُلْ اے پیغمبرؐ! آپ فرما دیجئے هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ کیا علم والے اور بغیر علم والے برابر ہو سکتے ہیں؟ طلبہ وطالبات جانتے ہیں کہ یہ استفہام انکاری ہے، جس کا مطلب ہوتا ہے ''ناں''۔ یعنی حضور نبی اکرمؐ کو بذریعہ وحی استفہام انکاری کی صورت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ علم والے اور بغیر علم والے برابر نہیں ہو سکتے،

اور علم سے مراد دینی علوم ہیں، دنیاوی علوم نہیں، چنانچہ اس بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فرمایا اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُوْلُوْا الْاَلْبَابِ بے شک نصیحت پکڑتے ہیں عقل والے لوگ۔ غرضیکہ جن میں عقل وشعور اور فہم وفراست ہے وہی اِن باتوں سے نصیحت پکڑتے ہیں، ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں، ان کو اخذ کرتے ہیں اور ان کو اپنا لائحہ عمل بناتے ہیں۔

اسی حوالے سے حضرت سفیان بن عیینہؒ کا قول نقل کروں گا، وہ فرماتے ہیں کہ علم کے پانچ درجات ہیں۔ طلبہ وطالبات اُن میں سے تین درجے عبور کر چکے ہیں، جبکہ دو درجے اُن کے ابھی باقی ہیں۔

[۱] فرماتے ہیں کہ اَوَّلُ الْعِلْمِ الْاِسْتِمَاعُ علم کا سب سے پہلا درجہ سننا ہے۔ آپ نے چھ، آٹھ یا دس سال اپنے اساتذہ اور معلمات سے اسباق کو سنا ہے، یہ علم کا سب سے پہلا درجہ ہوتا ہے، سننے کے بغیر علم نہیں آتا، اور سُنا اُستاذ سے جاتا ہے، اُستاذ کے بغیر علم حاصل نہیں ہوسکتا، شیخ ابو یزیدؒ کا معروف قول ہے مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ اُسْتَاذٌ فَاِمَامُهٗ الشَّیْطَانُ جس آدمی کا کوئی اُستاذ نہیں ہوتا اُس کا امام شیطان ہوتا ہے۔ آپ دیکھیں، دنیا میں جتنے بھی لوگ محض اپنے مطالعے کے ساتھ علم کو حاصل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ امت کیلئے گمراہی کا پھاٹک کھولتے ہیں، اُن کی کوئی نسبت نہیں ہوتی، اساتذہ نہیں ہوتے اور تربیت نہیں ہوتی، اسی وجہ سے ہمارے برصغیر کے سب سے بڑے فلاسفر حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے یہ لکھا ہے کہ ہر علم کو حاصل کرنے کیلئے اُستاذ کی ضرورت ہوتی ہے، چاہے وہ علم دین کا ہے چاہے دنیا کا ہے، اُستاذ کے بغیر آدمی کامیاب نہیں ہوتا، بلکہ وہ نوابت ہوتا ہے، شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں خودرو، یعنی جیسے خودرو گھاس اور جھاڑیاں اُگتی ہیں، وہ ویسا ہوتا ہے۔

اگر کسی نے کپڑا سینا سیکھنا ہے تو اُستاذ چاہئے، لوہے کا کام سیکھنا ہے تو استاذ درکار ہے، ڈاکٹر بننا ہے تو اُستاذ کی ضرورت ہے، انجینئر بننا ہے تو اُستاذ کی حاجت ہے، اسی طرح اگر کسی نے عالمِ دین بننا ہے تو اُس کیلئے بھی اسی طرح اُستاذ ضروری ہے، اُستاذ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا، تو سب سے پہلا علم کا درجہ استماع ہے، یعنی غور سے سننا۔

[۲] فرماتے ہیں ثُمَّ الْفَهْمُ علم کا دوسرا درجہ سمجھنا ہوتا ہے، سننے کے بعد اسے سمجھنا بھی ضروری ہے، یہ بڑی اہم بات ہے کہ آدمی پڑھ رہا ہے اور اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا اور وہ اسی طرح وقت گزار رہا ہے، تو اس کا عملی زندگی میں کچھ فائدہ نہیں ہوگا، لہٰذا علم کو سن اور سمجھ کر اسے محفوظ اور کنٹرول کرنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ اِدھر سے سُنا اور اُدھر سے نکال دیا، یہ روش آپ کو عملی زندگی میں بہت نقصان دے گی۔

[۳] فرماتے ہیں ثُمَّ الْحِفْظُ علم کا تیسرا درجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی نے جو سُنا ہے اُس کو یاد اور حفظ کرلے۔ حفظ ایک

ایسی چیز ہے جو نہ چوری ہوتی ہے اور نہ ہی ضائع ہوتی ہے۔ کاغذ پر لکھی ہوئی چیز ضائع ہوسکتی ہے، لیکن دماغ میں محفوظ کی ہوئی چیز ضائع نہیں ہوتی۔ اسی لیے قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور علوم وفنون جو آپ نے حاصل کیے ہیں، ان کو یاد رکھیں، اس کا فائدہ آپ کو عملی زندگی میں جا کر معلوم ہوگا، یہاں تو آپ کے اساتذہ ہیں، بڑے موجود ہیں، جس چیز میں آپ کو اشکال ہوتا ہے، حل ہو جاتا ہے، فوراً استاذ کے پاس گئے اور پوچھ لیا، آپ کو بعض ایسے علاقوں میں جانا پڑے گا جہاں آپ کو دور دور تک کوئی استاذ نظر نہیں آئے گا، کوئی حل کرنے والا دکھائی نہیں دے گا، وہاں آپ کا یہی حافظہ کام آئے گا۔ اس وجہ سے جو علم حاصل کیا جائے اُس کو سُنا جائے اور یاد بھی کیا جائے۔

الغرض! یہ تین درجات طالب علمی کے دور میں انسان نے حاصل کرنا ہوتے ہیں، سننا، سمجھنا اور یاد کرنا۔

[۴] حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں ثُمَّ الْعَمَلُ چوتھا درجہ عمل کا ہے۔ سنے ہوئے، سمجھے ہوئے، یاد اور محفوظ کئے ہوئے میں بہت سی چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن پر انسان طالب علمی کے دور میں بھی عمل کرتا ہے، لیکن اصل مقصد اس کا اپنی پوری زندگی میں عمل کرنا ہے، جب تک خود عمل نہیں کرے گا دوسروں کیلئے نمونہ نہیں بن سکتا، بہت سے مشائخ کا یہ قول ہے کہ مَنْ لَّمْ یَرَ مُفْلِحًا لَا یُفْلِحُ جو آدمی کسی کامیاب آدمی کو نہیں دیکھتا وہ خود بھی کامیاب نہیں ہوتا۔ کامیابی کا زینہ یہ ہے کہ کامیاب استاذ، کامیاب شیخ اور کامیاب پیر کو پکڑے، اگر اس کی زندگی کو دیکھے گا اور اُسے آئیڈیل بنائے گا تو خود بھی کامیاب ہوگا۔ تو چوتھا درجہ عمل کا ہے کہ یہ انسانی زندگی میں خود بھی علم پر عمل کرے گا اور دوسروں کو بھی عمل بتائے گا۔

[۵] فرماتے ہیں ثُمَّ النَّشْرُ پانچواں درجہ یہ ہے کہ جو علم آپ نے سنا ہے، سمجھا ہے، حفظ کیا ہے، اس پر عمل کر رہے ہیں، اس کو آگے پھیلانا بھی ہے، وگرنہ پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، چھ سال، آٹھ سال یا دس سال آپ نے لگائے ہیں، اس حاصل کردہ علم کو اپنی استطاعت کے مطابق دوسروں تک پہنچانا بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔ استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ بسا اوقات آپ لوگوں میں سے بعض کو جاتے ہی بڑی کتابیں پڑھانے کیلئے مل جائیں گی، کسی کو مسلم شریف اور کسی کو بخاری شریف مل جائے گی، بعض کو نورانی قاعدہ پڑھانے کا موقع ملے گا، بعض کو فنون کی کتابیں پڑھانے کا موقع ملے گا، بعض کو صرف ترجمہ قرآن کریم پڑھانے کا موقع ملے گا، یہ بات یاد رکھیں ان میں سے کسی چیز کو بھی کم نہیں سمجھنا، نشر کی یہ سب سے اہم بات ہے، کسی کو نورانی قاعدہ پڑھانے کا موقع بھی ملا ہے تو خوشی کے ساتھ پڑھائے۔

ہمارا کام پڑھانا ہے

حدیث میں ایک بہت بڑے تابعی کا واقعہ موجود ہے، ابوعبدالرحمٰنؒ بہت بڑے قاری، عالم اور عظیم محدث، حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اُن کی بچوں کو پڑھانے کی ڈیوٹی لگا دی، حالانکہ وہ اتنے بڑے عالم اور محدث تھے، فرمایا کہ آپ ان بچوں کو پڑھایا کریں، چنانچہ ان کے دورِ خلافت سے انہوں نے بچوں کو پڑھانا شروع کیا، اسماء الرجال والے لکھتے ہیں کہ حجاج بن یوسف کے زمانے کے بعد تک تقریباً ۲۷ سال تک وہ بچوں کو ہی پڑھاتے رہے، اُن کے ذہن میں یہ نہیں آیا کہ میں ایک بڑا عالم اور بڑا محدث ہوں۔

ہمارے استاذ الاستاذ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ جن کی شبانہ روز کوششوں سے انگریز اس برصغیر سے نکلا، انہوں نے تقریباً گیارہ سال کا عرصہ جیل میں گزارا ہے، ان کی ساری زندگی کا حساب لگایا جائے تو مجموعی طور پر گیارہ سال بنتے ہیں، جن میں سے چار سال انہوں نے مالٹا کی جیل بھی کاٹی ہے، وہ دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین تھے، شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کے ذمے بخاری شریف پڑھانا ضروری ہوتا ہے، یہ منصب کے حوالے سے ہوتا ہے، وہ بخاری شریف بھی پڑھاتے تھے اور ترمذی شریف بھی پڑھاتے تھے، ایک دفعہ انگریز کے خلاف بغاوت کے جرم میں ان کو گرفتار کر لیا گیا، جب بھی کوئی واقعہ ہوتا تو ان کو گرفتار کر لیا جاتا، ان کو مراد آباد جیل میں قید کر دیا گیا، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ جیل میں اُن کے ساتھ ملاقات کیلئے تشریف لے گئے، آپ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کے پوتے ہیں اور دارالعلوم دیوبند کی تاریخ میں سب سے طویل ترین مہتمم رہے ہیں، نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر ان کا اہتمام محیط ہے، کسی بھی مہتمم نے اتنا طویل زمانہ نہیں گزارا، ہمارے شیخین کریمین والد ماجد مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی ؒ اور عم مکرم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، ان دونوں بھائیوں نے دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث اُنہی کے دورِ اہتمام میں کیا تھا، یہ ۱۹۴۰ء اور ۱۹۴۱ء کی بات ہے۔

حضرت قاری صاحبؒ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کے ساتھ جیل میں ملاقات کیلئے تشریف لے گئے اور جا کر حال احوال پوچھا کہ حضرت کیسے ہیں، آج کل جیل میں کیا مشغولیت ہے، حضرت مدنی ؒ نے فرمایا کہ یہاں جیل میں کیا مشغولیت ہوسکتی ہے، میں کچھ قیدیوں کو اکٹھا کرتا ہوں اور ان کو نورانی قاعدہ اور تعلیم الاسلام پڑھا دیتا ہوں، حضرت قاری صاحبؒ نے ظرافت اور خوش طبعی کے ساتھ یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ

حضرت! آپ نے تو خوب ترقی کی، بخاری شریف اور ترمذی شریف چھوڑ کر نورانی قاعدہ اور تعلیم الاسلام کی طرف چلے گئے، کہاں بخاری شریف اور ترمذی شریف اور کہاں نورانی قاعدہ اور تعلیم الاسلام، جو بات میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں وہ حضرت مدنیؒ کا جواب ہے اور یہی ہمارے لیے عمل کا راستہ ہے، جو تاریخ میں سنہری حروف کے ساتھ لکھا گیا ہے، حضرت مدنیؒ نے حضرت قاری صاحبؒ سے فرمایا کہ بھائی! دار العلوم میں بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھنے اور سمجھنے والے موجود تھے، وہاں وہ پڑھاتے تھے، یہاں نورانی قاعدہ اور تعلیم الاسلام پڑھنے اور سمجھنے والے موجود ہیں، ان کو یہ پڑھاتے ہیں، ہمارا مقصد تو پڑھانا ہے، حضرت کا یہ جملہ بہت قیمتی ہے کہ ہمارا مقصد تو پڑھانا ہے، کوئی نورانی قاعدہ پڑھے، تعلیم الاسلام پڑھے، کوئی بخاری شریف پڑھے، مسلم شریف پڑھے، ہم نے تو پڑھانا ہی پڑھانا ہے۔

یہ ان کا بہت اہم قول ہے جسے ہمیں اپنی زندگیوں میں خوب مضبوطی کے ساتھ پکڑنا چاہئے، جہاں قاعدہ پڑھانے کا موقع ہو، وہاں کوئی اور پڑھانے والا نہیں ہے تو وہاں سے جگہ چھوڑ کر چلے جانا درست نہیں ہے، کہیں تعلیم الاسلام پڑھانے کا موقع ہے، اور کوئی دستیاب نہیں ہے، وہاں سے چھوڑ کر چلے جانا درست نہیں ہے، یہ علم کے ساتھ خیانت ہوگی، موقع اور محل کے مطابق کام کرنا چاہئے، یاد رکھیں! بڑی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی بڑا نہیں ہوتا، آپ نے تو تمام کتب پڑھ لی ہیں، قاعدے سے شروع ہوئے اور بخاری شریف تک سبھی پڑھ لی ہیں، آدمی پڑھانے سے بڑا نہیں ہوتا، پڑھانے کے نظریے کے ساتھ بڑا ہوتا ہے، کسی جگہ آپ کو بخاری شریف پڑھانے کا موقع ملے تو خدا کا شکریہ اداء کریں، کسی جگہ نورانی قاعدہ پڑھانے کا موقع ملے تو خدا کا شکریہ اداء کریں، طالب علم کا ایک مقصد اور مشن ہونا چاہئے۔

الغرض! علم کی پانچویں منزل نشر کی ہے جس میں آپ نے قدم رکھا ہے، یہاں تک آپ علم حاصل کر رہے تھے، سن رہے تھے، سمجھ رہے تھے، یاد کر رہے تھے، کچھ عمل بھی کر رہے تھے، لیکن یہ نشر کا میدان آپ کا آج کے بعد شروع ہونے والا ہے، اور یاد رکھیں نشر کا میدان بڑا مشکل میدان ہے۔

زمانے کا سکہ بدل چکا ہے

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ نے اپنی تحریرات میں ایک جگہ لکھا ہے کہ دینی مدارس کے طالب علم جب تک مدرسے میں رہتے ہیں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں، انہیں کسی چیز کی فکر نہیں ہوتی، نہ معاش کی فکر ہے نہ کسی

اعتراض کی فکر ہے، بس پڑھنا ہی پڑھنا ہوتا ہے، فرماتے ہیں کہ ان کی مثال اصحاب کہف کی سی ہے، جو عرصہ دراز کیلئے غار میں بند ہو گئے تھے، ہمارے طلباء جب تک مدرسے میں رہتے ہیں یہ اصحاب کہف کے غار میں رہنے کی مانند ہیں، ان کو باہر کے حالات کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ باہر کون سے مسائل کھڑے ہیں، شیخ الحدیث صاحب اس بارے میں آپ کو تفصیل سے سمجھائیں گے، جب کہف والے غار سے باہر آئے تھے تو باہر کا منظر ہی بدلا ہوا تھا، کرنسی بدلی ہوئی تھی، جب آپ یہاں سے قدم باہر رکھیں گے تو آپ کا منظر بدلا ہوا ہوگا، اس وجہ سے اس منظر کیلئے بھی اپنے آپ کو اس تعلیم کے دوران تیار کرنا چاہئے، اسی وجہ سے اساتذہ کرام یہ کوشش کرتے رہتے ہیں کہ عصر حاضر میں جو پیش آنے والے مسائل ہیں وہ آپ کے سامنے لائے جائیں، جو سمجھدار اور شوقین طالب علم ہوتے ہیں وہ ان کو توجہ کے ساتھ اخذ کرتے ہیں اور جو لا اُبالی پن میں ہوتے ہیں وہ مارے جاتے ہیں، وہ جب یہاں سے باہر قدم رکھتے ہیں معاشرہ اُن کو چلنے نہیں دیتا، اُن کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ ہم نے بات کیسے کرنی ہے، جواب کیسے دینا ہے اور لوگوں کے ساتھ ڈیل کیسے کرنی ہے، اس لیے وہ مار کھا جاتے ہیں، یہ آج کل کے دور میں سب سے اہم بات ہے۔

اساتذہ سے استغناء نہیں ہوسکتا

ایک بات کی نصیحت کر کے بات کو ختم کروں گا، آپ جہاں بھی دنیا میں چلے جائیں، اپنے اساتذہ سے تعلق مت ختم کریں، اپنے پیرومرشد سے تعلق مت توڑیں، ان کے بغیر آپ نہیں چل سکتے، میں آپ کو ایک واقعہ کے ساتھ یہ بات ذہن نشین کرانے کی کوشش کروں گا، ہمارے استاذ الاستاذ شیخ التفسیر حضرت محمد ادریس کاندھلویؒ، دارالعلوم دیوبند کے مدرس تھے، ہمارے شیخین کریمینؒ نے جب وہاں دورۂ حدیث کیا تو اس وقت وہ بھی وہاں پڑھاتے تھے، ان کے بھی حدیث کے استاذ ہیں، پاکستان بننے کے بعد وہ یہاں آ گئے اور جامعہ اشرفیہ میں شیخ الحدیث رہے، بڑے عالم تھے، میں آپ کو اُن کی علمی فضیلت بتاتا ہوں، قرآن کریم کے اتنے مضبوط حافظ تھے کہ اُن کے تذکرے میں، میں نے پڑھا ہے کہ جب قرآن کریم سناتے تھے تو سننے والے کا دماغ چکرا جاتا تھا، وہ تراویح میں جب قرآن کریم پڑھتے تھے تو قرآن کریم کے ایک موضوع کی آیات اول تا آخر ساری اکٹھی پڑھ دیتے تھے، مثلاً نماز کی آیات ہیں تو قرآن سے ترتیب کے ساتھ ساری پڑھ دیں، زکوٰۃ کی آیات ہیں تو ساری ترتیب سے پڑھ دیں، بڑا وسیع علم تھا، ان کے علم کی وسعت پر حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ نے گواہی دی کہ یہ جو محمد ادریس ہے، اس کا علم بڑا وسیع ہے، یہ علم میں ہم سے بھی بڑھا ہوا ہے، یہ حضرت حکیم الامتؒ کا جملہ ہے۔

ان کا ایک واقعہ جو حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ نے بیان فرمایا ہے، وہ ان کے کلاس فیلو تھے، فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے ایک رسالہ لکھا، رسالہ مسئلہ تقدیر پر تھا، آپ پڑھنے والے طلبہ وطالبات جانتے ہیں کہ مسئلہ تقدیر کتنا مشکل مسئلہ ہے، انہوں نے اس مسئلہ پر جو رسالہ لکھا وہ منظوم تھا، یعنی نثر میں نہیں بلکہ نظم میں لکھا تھا، اس میں قرآن کریم کی آیات اور احادیث صحیحہ سے استدلال کیا، جب رسالہ مکمل ہو گیا تو ان کے ذہن میں یہ بات آئی کہ یہ سب بدیہی باتیں ہیں جو میں نے لکھی ہیں اور قرآن وحدیث سے استدلال کیا ہے، اب کوئی آدمی ان پر اشکال نہیں کر سکتا، انہوں نے وہ رسالہ لیا اور تھانہ بھون میں حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضرت میں نے یہ ایک رسالہ لکھا ہے، اس کو آپ دیکھ لیں، اس پر آپ کچھ تقریظ وغیرہ لکھ دیں تو مستند ہو جائے گا، جیسے کسی بڑے استاذ اور بڑے آدمی سے تصدیق لکھوالی جاتی ہے، ان کے ذہن میں یہ تھا کہ میں نے قرآن وحدیث سے استدلال کر کے بڑے بدیہی مسائل اس میں جمع کیے ہیں، اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا، حضرت آرام سے تقریظ لکھ دیں گے، حضرت نے فرمایا کہ محمد ادریس یہ یہاں رکھ دو، دوپہر کے وقت جب قیلولہ کا ٹائم ہوگا تو میں اسے دیکھ لوں گا، چنانچہ انہوں نے مسودہ وہاں رکھ دیا، دوپہر کو قیلولہ کا وقت ہوا، وہ بھی باہر نکل گئے، ظہر کی نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر وہ حضرت کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے، سوچا کہ انہوں نے دیکھ لیا ہوگا، جب حضرت کی خدمت میں تشریف لائے تو حضرت نے پوچھا محمد ادریس! یہ رسالہ تم نے لکھا ہے؟ فرمایا حضرت میں نے ہی لکھا ہے، فرمایا یہ تو اول سے آخر تک سارا غلط ہے، اب مولانا ادریس صاحبؒ جنہوں نے یہ سوچا ہوا تھا کہ میں نے بڑا مضبوط علمی کام کیا ہے، حضرتؒ نے یک دم کہا کہ یہ اول تا آخر سب غلط ہے، کہنے لگے کہ حضرت میں نے تو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے استدلال کیا ہے، آپ نے فرمایا محمد ادریس! تمہارا علم بڑا وسیع ہے، ہم سے بھی بڑھا ہوا ہے، تم نے قرآن کریم کی آیات اور احادیث صحیح لکھی ہیں، لیکن ان آیات اور احادیث سے جو استنباط اور استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں کیا، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں بہت پریشان ہوا، انہوں نے جو باتیں آیات اور احادیث سے استنباط کی تھیں، ان کا خلاصہ اور مفہوم نکالا تھا، حضرت نے ایک ایک بات پر اعتراض کھڑا کر دیا۔

اس موقع پر حکیم الامتؒ نے ایک جملہ ارشاد فرمایا، موضوع کی مناسبت سے وہی میں عرض کرنا چاہتا ہوں، فرمایا کہ آپ نے رسالہ لکھا ہے، بڑی محنت سے لکھا ہے، عربی میں ہے، مسئلہ تقدیر پر ہے، منظوم ہے، اس میں

قرآن کریم کی آیات اور صحیح احادیث بھی پیش کی ہیں، لیکن استنباط اور استدلال صحیح نہیں کیا، میں ایک بات تمہیں کہنا چاہتا ہوں، حضرت حکیم الامتؒ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ تمہیں بوڑھوں سے کبھی استغناء نہیں ہوگا، یعنی زندگی میں اپنے اساتذہ، پیروں، بزرگوں اور بڑوں سے تم مستغنی اور بے پرواہ نہیں ہو سکتے، ان کی ضرورت تمہیں زندگی بھر ہر قدم پر پڑتی رہے گی۔ پھر حضرت نے جو اشکالات اٹھائے تھے وہ سب رفع بھی کیے کہ اس مقام پر ایسا ہونا چاہیے تھا اور اس مقام پر ایسا ہونا چاہیے تھا، پھر ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ محمد ادریس! ایک اُستاذ، ایک عالم، ایک شیخ یا ایک پیر کی خدمت میں اگر تم ایک منٹ بیٹھ جاؤ گے تو یہ تمہیں دس سال کی کتابوں کے مطالعے سے مستغنی کر دے گا۔ وہ جو بڑا ہے، اس نے ایک طویل عرصہ لگا کر بہت سی کتابیں پڑھی ہیں، وہ اس کا خلاصہ دو لفظوں میں تمہیں بتا دے گا، تم خود تلاش کرو گے تو تمہیں دس سال لگیں گے، اس وجہ سے آپ جہاں بھی جائیں اپنے اساتذہ اور اپنے پیر و مرشد کے ساتھ تعلق ختم نہ کریں، اس کی آپ اپنی زندگی میں برکات دیکھیں گے۔

صُفہ کا ایک ہونہار طالب علم

ایک اور واقعہ بھی عرض کر دوں۔ ہمارے یہ دینی مدارس صفہ اور دارِ ارقم کی شاخیں ہیں۔ مکی زندگی میں دارِ ارقم تھا اور مدنی زندگی میں صفہ تھا۔ وہاں کے معلم، معلمِ انسانیت جناب رسول اللہؐ تھے، اور وہاں کے طالب علم اور طالبات صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ تھے، آج جتنے بھی دنیا میں مدارس ہیں، ان کے معلم نبی کی نیابت کرتے ہیں اور طلبہ و طالبات صحابہ و صحابیاتؓ اور اہل بیتؓ کی نیابت کرتے ہیں، یہ سلسلہ ان شاء اللہ العزیز قیامت تک جاری رہے گا، اس کے راستے میں بہت سی رکاوٹیں ہیں، اس کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث صاحب آپ کو تفصیل سے بتائیں گے۔ میں صرف صفہ کے ایک طالب علم کا واقعہ عرض کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ، جن کا نام عبد الرحمٰن بن صخر تھا، ۷ھ میں انہوں نے اسلام قبول کیا اور جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں صرف تین چار سال انہیں رہنے کا موقع ملا، ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی، بقیع الغرقد میں دفن ہیں، یمن کے قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے تھے، وہاں سے آئے اور حضور نبی اکرمؐ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اصحابِ صفہ میں سے تھے۔ صفہ ایک چبوترہ ہے، جو مدینہ منورہ مسجد نبوی میں گئے ہیں اُن کو پتہ ہے، وہ ایک تھڑا ہے، آج بھی موجود ہے، جو نادار لوگ ہوتے تھے، جن کے گھر بار نہیں ہوتے تھے، معیشت اور گزران نہیں ہوتا تھا، وہ جناب رسول اللہؐ کے ساتھ رہتے تھے، اُن کی ساری ذمہ داری آپ اٹھاتے تھے، جیسے مدرسے میں

طالبعلم ہوتے ہیں تو مہتمم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اُن کی ساری ضروریات پوری کرے، جناب رسول اللہؐ بھی ان کی ضروریات پوری کرتے تھے، صفہ والے کبھی ایک، کبھی دو، کبھی پانچ اور کبھی سات سوتک بھی ہو جاتے تھے، حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب رسول اللہؐ کی احادیث اکٹھی کرنا شروع کیں، حضور نبی اکرمؐ کے صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش ہے، تاریخی روایات میں ساٹھ ہزار تعداد بھی آتی ہے، ان میں سے سب سے زیادہ حدیثیں بیان کرنے والے حضرت ابو ہریرہؓ ہیں، انہوں نے حضور نبی اکرمؐ سے براہ راست ۵۳۷۴ احادیث بیان کی ہیں، اتنی کسی اور صحابی نے نہیں کیں، موقع ان کو بہت کم ملا تھا، لیکن ذخیرہ انہوں نے امت کو سب سے زیادہ دیا ہے، اس کی وجوہات کیا تھیں، سر دست میں وہ وجوہات آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ عملی زندگی میں آپ کیلئے سبق ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی کثرت علمی کی چار وجوہات

ہمارے استاذ الاستاذ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اس کی چار وجوہات بیان کی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کو اتنا علم کیسے حاصل ہوا، حالانکہ ان کے پاس وقت تھوڑا تھا، حضورؐ کی آخری زندگی میں صرف ساڑھے تین چار سال وہ آپ کے ساتھ رہے ہیں۔

[۱] التزام

فرمایا کہ اس کی پہلی وجہ التزام تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر وقت حضور نبی اکرمؐ کے ساتھ چمٹے رہتے تھے، سوائے اُس وقت کے کہ جب آپ اپنے گھر میں تشریف لے جاتے تھے، باہر ہوتے تو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے، آپ جہاں بھی جاتے وہ خادم کے طور پر ساتھ ہوتے، سفر میں جاتے تو وہ ساتھ ہوتے، غزوہ میں جاتے تو وہ ساتھ ہوتے، اور جو آدمی کسی کے ساتھ اتنا چمٹا ہوا ہو یاد رکھیں وہ بہت سی باتوں کا راز دان بھی ہوتا ہے، اسے بہت سی نایاب باتیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں، ایک محدث ہیں معن بن عیسیٰؒ، اسماء الرجال والوں نے ان کا ایک واقعہ لکھا ہے، امام مالکؒ کے شاگرد اور خادم تھے اور ان کے گھر کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سو جایا کرتے تھے، امام مالکؒ گھر کے اندر کسی کو کوئی مسئلہ وغیرہ بتاتے تو وہ باہر سے ہی نوٹ کر لیتے تھے، اسماء الرجال والوں نے لکھا ہے کہ انہوں نے ان کی چوکھٹ پر پڑے پڑے چالیس ہزار مسائل استنباط اور اخذ کر لیے تھے۔ التزام اس کو کہتے ہیں، اپنے اساتذہ اور بزرگوں کے ساتھ چمٹے رہو گے تو بہت کچھ حاصل ہو گا۔

[۲] تیقظ

دوسری وجہ حضرت ابوہریرہؓ کو اتنا علم حاصل ہونے کی یہ تھی کہ ان میں تیقظ تھا، یعنی جناب رسول اللہؐ کی بات کو بڑے دھیان اور توجہ کے ساتھ سنتے تھے تاکہ اسے یاد، محفوظ اور اس پر عمل کر سکیں۔ اس کی بڑی تفصیلات ہیں، ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

[۳] حضورؐ کا معجزانہ فیض اور دُعا

تیسری وجہ انہوں نے یہ لکھی کہ حضرت ابوہریرہؓ کو حضور نبی اکرمؐ کی دعا تھی اور جناب رسول اللہؐ کا معجزہ بھی تھا۔ جب ابوہریرہؓ ابتداء میں آئے تو جناب رسول اللہؐ سے جو بھی بات سنتے تھے ان کو یاد نہیں ہوتی تھی، حافظہ بڑا کمزور تھا، انہوں نے آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ یا رسول اللہؐ! میں جو بھی سنتا ہوں یاد نہیں رہتا، آپ نے فرمایا اپنی چادر کو اکٹھا کرو، انہوں نے اپنی چادر کو اکٹھا کر کے گول گیند سا بنا دیا، جناب رسول اللہؐ نے چادر کو اُن کے سینے پر رکھا، اپنا دست شفقت بھی اوپر رکھا، بس حضور نبی اکرمؐ کا معجزہ کارگر ہوا اور آپ کی دعا بھی ساتھ شامل ہوئی تو ان کا سینہ اور حافظہ کھل گیا، اس کے بعد کہتے ہیں کہ جو بھی بات میں سنتا تھا مجھے بھولتی نہیں تھی، حتیٰ کہ بسا اوقات یہ بھی بتا دیتے تھے کہ آپ نے ایک مہینہ پہلے فلاں دن فجر کی دوسری رکعت میں یہ آیات تلاوت فرمائی تھیں، غرضیکہ اتنا مضبوط حافظہ ہو گیا تھا اُن کا۔

جناب رسول اللہؐ کی دعا انہوں نے کیسے لی، اس کا واقعہ امام نسائیؒ نے لکھا ہے، اس لیے میں طلبہ و طالبات سے یہ بھی کہوں گا کہ اپنے اساتذہ کیلئے دعا کرتے بھی رہیں اور اُن کی دعا لیتے بھی رہیں، یہ بڑی اہم بات ہے۔ امام نسائیؒ لکھتے ہیں کہ ایک آدمی حضور نبی اکرمؐ کے جلیل القدر صحابی حضرت زید بن ثابتؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کوئی مسئلہ پوچھنا چاہا تو انہوں نے فرمایا کہ ابوہریرہ سے پوچھ لو، کیونکہ وہ بھی جانتے تھے کہ ان کے پاس علم زیادہ ہے، اس وجہ سے یہ بھی عرض کروں کہ جب پیچیدہ مسائل سامنے آئیں تو ہر مسئلہ میں خود ہاتھ ڈالنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے، سائل کو کہیں دارالافتاء میں چلے جائیں اور فلاں بزرگ سے مل لیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ انسان کے عالم ہونے کی یہ نشانی ہے کہ وہ جس چیز کو نہیں جانتا اس کے بارے میں کہہ دے کہ مجھے علم نہیں ہے، اس سے توہین نہیں ہوگی، کوئی چاہیئے جتنا بھی بڑا عالم ہو، ہر وقت ہر مسئلہ ذہن میں مستحضر نہیں ہوتا، کسی وقت کتاب دیکھنی پڑتی ہے اور تحقیق کرنی پڑتی ہے۔

اُس شخص نے حضرت زید بن ثابتؓ سے کہا کہ آپ بھی صحابی ہیں وہ بھی صحابی ہیں، آپ ہی بتا دیں تو کیا حرج ہے، تو حضرت زید بن ثابتؓ نے اس موقع پر ایک آنکھوں دیکھا واقعہ بیان فرمایا جو میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ علم حدیث میں بڑی مظلوم شخصیت ہیں، جتنے بھی منکرین حدیث ہیں سب سے پہلے حضرت ابو ہریرہؓ پر اٹیک کرتے ہیں، اور اٹیک یہی کرتے ہیں کہ ان کو تھوڑا سا وقت ملا تو پھر اتنی حدیثیں کیسے بیان کر دیں، اتنی حدیثیں تو کوئی یاد ہی نہیں کر سکتا، بہت عجیب وغریب قسم کے اعتراضات کرتے ہیں۔

حضرت زید بن ثابتؓ نے اس آدمی کو یہ بتایا کہ ایک موقع پر جناب رسول اللہؐ تشریف فرما تھے، تین آدمی آئے، آپؐ نے ان تینوں سے کہا کہ تم دعا مانگو اور میں آمین کہوں گا، یہ بہت بڑی پیشکش تھی، ہمارے جیسا کوئی ہوتا تو کہتا ہمیں دو کروڑ مل جائے، گاڑی اور بینک بیلنس مل جائے، اپنی دنیا بناتا، لیکن وہ لوگ آخرت کی فکر کرنے والے لوگ تھے، کامل الایمان تھے، ان کے سامنے بہت بڑی پیش کش تھی کیونکہ حضور نبی اکرمؐ کی آمین پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبولیت کرنی ہی تھی، ان میں سے ایک آدمی نے دعا کی، پھر دوسرے آدمی نے دعا کی، پہلے پر حضورؐ نے آمین کہا، دوسرے پر بھی آمین کہا، تیسرے ان میں حضرت ابو ہریرہؓ تھے، ان کی جب باری آئی تو انہوں نے اپنی دعا اس طرح کی، جامع دعائیں ایسی ہوتی ہیں، انہوں نے ایک دعا یہ کی کہ یا اللہ مجھے قرآن کریم خیرات میں دے دے، جناب رسول اللہؐ نے فرمایا آمین، قرآن کریم خیرات میں لینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا کوئی چھپا ہوا نسخہ مل جائے، اس وقت تو مکمل کتابی شکل میں ہے ہی نہیں تھا، بلکہ اس سے مراد یہ تھی کہ قرآن کریم کا علم، عمل، مفہوم اور اس کے نتائج مجھے مل جائیں۔ دوسری دعا حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ فرمائی کہ یا اللہ مجھ سے پہلے جو آدمیوں نے دعا کی ہے وہ بھی مجھے عطا فرما دے، حضورؐ نے فرمایا آمین۔ انہوں نے بھی اچھی دعا ہی فرمائی ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے تیسری دعا یہ فرمائی یا اللہ مجھے علم لا یُنسیٰ عطا فرما، یعنی وہ علم جو بھولے نا، حضورؐ نے فرمایا آمین۔ پھر جو دوسرے دو آدمی تھے، ان سے جناب رسول اللہؐ نے فرمایا سَبَقَکُمَا اَبَاھُرَیْرَۃَ تم دونوں پر ابو ہریرہ سبقت لے گیا۔

تو جناب رسول اللہؐ کی یہ دعا تھی اور آپ کے ہاتھ سے ان کے دل پر کپڑا رکھ کر اور دست شفقت رکھ کر فیض کا پہنچانا تھا، جس کے ساتھ ان کا ذہن کھل گیا اور انہوں نے صحابہ کرامؓ میں سے سب سے زیادہ حدیثیں بیان کیں، حالانکہ اس وقت لکھنے والے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ تھے، ان کے پاس بہت ساری احادیث لکھی ہوئی تھیں، جو بھی بات سنتے تھے لکھ لیتے تھے، حدیث کا جو سب سے پہلا ذخیرہ صحیفہ صادقہ ہے وہ ان کا مجموعہ ہے، وہ کہیں ضائع

ہو گیا تھا اور ان کو زبانی یاد نہیں تھا، وہ آخری عمر میں مصر میں رہتے تھے، ان کے ساتھ صحابہ کرامؓ کا ملنا جلنا بھی کم تھا، ان سے صرف سات سو حدیثیں مروی ہیں، باقی جو کتاب میں لکھی تھیں وہ سب ضائع ہو گئیں، اسی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ یاد رکھو، یاد کیا ہوا ختم نہیں ہوتا، کتاب ختم ہو جاتی ہے۔

تو حضرت ابو ہریرہؓ کے اتنا بڑا عالم ہونے کی تیسری وجہ یہ تھی کہ حضور نبی اکرمؐ نے ان کیلئے دعا فرمائی اور ان کیلئے معجزانہ طور پر فیض پہنچایا۔

[۴] عمر بھر مشغلہ علمی

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ لکھتے ہیں کہ چوتھی بات یہ ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہؐ کی وفات کے بعد اپنی وفات تک اپنا مشغلہ علمی رکھا، یعنی وہ عمر بھر پڑھتے پڑھاتے ہی رہے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سب پڑھنے پڑھانے والوں کو تادمِ آخر اپنا علمی مشغلہ جاری رکھنے کی توفیق بخشے، تاکہ اپنی اصلاح کے ساتھ امت کی اصلاح کا ذریعہ بنیں اور آخرت میں خدا کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکیں۔

دعائیہ کلمات

جتنے مسلمان مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے وفات پا چکے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی بخشش ومغفرت فرمائے، جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے، جو بیمار ہیں ان کو صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو دین حق کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے، اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔

(تاریخ خطبہ جمعۃ المبارک: ۴، مارچ ۲۰۲۲ء)

> ''حضراتِ صحابہ کرامؓ حضورؐ سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے ''ادع لنا یارسول اللّٰہ'' اور یہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت بھی ہے، ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مکہ مکرمہ عمرے کیلئے جانے لگے تو آپؐ نے فرمایا ''لا تنسنا یا اخی من دعائك'' ''میرے بھائی ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا۔'' [مولانا زاہد الراشدی]

[مراسلات] مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
[مرتب] مولانا محمد فیاض خان سواتی

مراسلاتِ مفسرِ قرآنؒ

(بابِ ششم)

متفرقات

[قسط۔۴۱]

شیخ حسین حلمی استنبولی ترکیؒ سے مراسلت

مکتوب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ بنام مفسر قرآنؒ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

المملكة العربية السعودية　　　الرقم: ٢٠٤٦/ت/٧٦٩٦/١/٢

الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة　التاريخ: ١٣٨٨/٩/١٢ھ

(التعليم العام)　　　　　التوابع:

من عبد العزيز بن عبد الله بن باز إلى حضرة الأخ المكرم --- مدرسة نصرة العلوم --- حفظه الله۔

السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته:- وبعد.

نظرا لكون الجامعة الاسلامية فى المدينة المنورة أنشئت لتثقيف أكبر عدد ممكن من شباب المسلمين وفتحت أبوابها لأبناء العالم الاسلامى فى حدود المنح التى تمنحها

لكل قطر وقد يتقدم لذلك بعض الدارسين لديكم نود أن تتكموا بتزويدنا بما يلى:

(١) تعبئة الاستمارة المرفقة ثم إعادتها إلينا.

(٢) بعث نسختين من نظام مؤسستكم.

(٣) ======= منهج الدارسة التفصيلى لكل مرحلة من المراحل الدراسية فى مؤسستكم.

(٤) ======= من شروط قبول الطلاب لكل مرحلة دراسية

(٥) ======= كشف اجمالى بعدد مواد الدراسة ونصيب كل مادة من الحصص الأسبوعية.

ونشكر لكم مقدما تكرمكم بسرعة إرسال ما طلبناه سائلين اللّٰه تعالى أن يأخذ بأيدى الجميع إلى ما فيه سعادة الدنيا والآخرة وأن يجعلنا وإياكم من المتعاونين على البر والتقوى إنه جواد كريم والسلام عليكم

نائب رئيس الجامعة الإسلامية بالمدينة

عبد العزيز بن عبد اللّٰه بن باز

دستخط

مہر

٨٨/٩/٧ھ

''نوٹ: اس خط کا اصل عکس ''مفسر قرآن نمبر'' کے آخر میں اور ''ماہنامہ نصرۃ العلوم'' جولائی ۲۰۱۱ء میں طبع ہے۔''(فیاض)

مکتوب مفسر قرآنؒ بنام شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

١٢،شوال ١٣٨٨ھ/٢،جنورى ١٩٦٩ء

من العبد الضعيف عبد الحميد السواتی مدير مدرسة نصرة العلوم إلى حضرة العلام الشيخ عبد العزيز بن عبد اللّٰه بن باز نائب رئيس الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة.

السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته!

تشرفنا بمكتوبكم الشريف زادكم اللّٰه عزا وكرامة!

أيها الشيخ الكريم طلبتم منا أحوال "مدرسة نصرة العلوم" وكوائفها فنقول بعون اللّٰه تعالى إن "مدرسة نصرة العلوم" مدرسة صغيرة دينية أهلية على طراز المدارس الدينية الأخرى التی يدرس فيها نصاب "درس النظامی القديم" ونصاب "الدرس النظامی" شهير فی بلاد باكستان والهند والأفغانستان۔

وفی مدرستنا درجتان: درجة ابتدائية، ودرجة "درس النظامی" وطلاب درجة الابتدائية كلهم من الاهالی يتعلمون ويأخذون مبادی التعليم الدينی من حفظ القرآن وتجويده ومبادی الدين وضرورياته وطريقنا فی التعليم لطلاب "درس النظامی" نقبل الطلاب الذين تعلموا المبادی فی المدارس الآهلية والحكومية الابتدائية من اللسان الأردية التی هی وسيلة التعليم فی تلك المدارس والخط والحساب الضروری والقرآن وضروريات الدين۔ ولا نقبل من لايوجد فيهم هٰذه الشروط فنعلمهم أولا الفارسية بقدر الضرورة والصرف والنحو والفقه وأصول الفقه وعلم الفرائض وقسطا من الفنون العقلية من المنطق والفلسفة القديمة وآداب اللغة العربية والبلاغة والمعانی وأصول الحديث وأصول التفسير وعلم أسرار الدين۔ وأخيرا ندرسهم ونعلمهم أمهات كتب الأحاديث النبوية وتفسير القرآن بغاية الإتقان والتحقيق وليست عندنا مراحل سنوية محدودة إلا أننا نمتحن الطلاب فی السنة ثلاث مرات بعد ثلاثة أشهر وستة أشهر وامتحان سنوی.

فإذا قرأ الطلاب العلوم والفنون وأتقنوا بقدر استعدادهم ونجحوا فی الامتحان الأخير فنعطيهم "سند الفراغ والفضيلة من مدرسة نصرة العلوم" وهذه هی شهادة

الفضيلة والأجازة .ويدور تعليم الدرس النظامى حوالى عشر سنين وأغراضنا وأهدافنا خدمة الدين والإسلام ونشر علوم القرآن والسنة وتفسير القرآن ومباديها وغاية هذه كلها تحصيل رضاء اللّٰه تعالٰى وسعادة القصوى فى الدارين و"مدرسة نصرة العلوم" مدرسة أهلية لا تعلق لها بالحكومة .وإذا فرغ الطلاب من التعليم فمنهم من يدرس فى المدارس الدينية القديمة ومنهم من ينصب خطيبا وإماما فى المساجد ومنهم من يصير مبلّغا ومنهم من يصير مصنفا إن استعد لذلك يصنف الكتب والرسائل لتفهيم الدين وتبليغ الإسلام ونصر العلم ومنهم من يناظر بالفرق الضالة الباطلة بحسب طاقته والأمر بيد اللّٰه تعالى۔ وعندنا رضاء اللّٰه تعالٰى وخدمة الدين مقدم على كل الأغراض والمقاصد .وعدد الطلاب الآن يبلغ إلى ثلاث مائة طلاب: مئتان منهم طلاب درجة الابتدائية ومائة طلاب درجة "الدرس النظامى " ويتحمل المدرسة مصارف درجة درس النظامى كلها: من الطعام واللباس والكتب وغيرها من الضروريات .ويوفق اللّٰه تعالٰى لعامة المسلمين لتتميم ذلك وهو الموفق المعين.

وأيضا تحت إشراف "مدرسة نصرة العلوم" "إدارة التاليف والتصنيف " تنشر الكتب الدينية المفيدة التى صنفها أو حققها أساتذة مدرسة نصرة العلوم ما يبلغ عددها إلى الآن ثلاثين كتابا: أكثرها فى اللغة الأردية وبعضها فى الفارسية والعربية وعدد أساتذة مدرسة نصرة العلوم عشرة . ويبتدء التعليم فى المدرسة من شهر شوال وينتهى إلى آخر شهر رجب، وفى شهر شعبان يكون الامتحان السنوى وبعده إلى نصف شوال تكون عطلة سنوية والعطلة الأسبوعية تكون يوم الجمعة وبعدد قلائل تكون فى أيا م الأضحى والتشريق.

وأسست مدرسة نصرة العلوم تحت إشراف لجنة ''نصرة الإسلام'' فى سنة اثنين وسبعين١٣٧٢ھ بعد ثلاث مائة وألف من الهجرة النبوية على صاحبها ألف ألف تحية وأيضا فيها دار الإفتاء وله مفتٍ يفتى فى المسائل الواردة والنوازل ويأتى فى دارالإفتاء

الأسئلة من أطراف البلاد بعدد كثير.

وليس فى وسعنا أن نعلم الألسنة المختلفة من الإنجليزية والتركية والروسية والهندية وغيرها أو نعلّم فنون العصرية الجديدة لأن ذلك لا يسهل إلا بمعونة الحكومات أو بأموال خطيرة وكلا الأمرين لا يتسران لنا ولا يكلف اللّٰه نفسا إلا وسعها، والذين يتعلمون علوم العصرية والفنون الجديدة لايبالون بالدين والإسلام عموما بل أكثرهم يخالفونه وينقضون عرى الإسلام عروة عروة (العياذ باللّٰه) والإسلام غريب فى عصرنا فى غاية الغربة كما قال عليه الصلاة والسلام "بدء الإسلام غريبا وسيعود كما بدأ" الحديث فإلى المشتكى.

وفقنا اللّٰه وإياكم لما يحبه ويرضاه

والحمد لله على كل حال ونعوذ بالله من حال أهل النار

وصلى الله على النبى الأمى

والسلام

الأحقر عبد الحميد السواتى

مدير مد رسة نصرة العلوم فى بلدة غوجرانواله

(الباكستان الغربى)

١۔ نصرة العلوم۔

٢۔ مدرسه نصرة العلوم گوجرانواله مغربى باكستان۔

٣۔ شهر شوال ١٤٧٢ھ

٤۔ خدمة الدين ونشر علوم القرآن والسنة۔

٥۔ اهليه۔

٦۔

٧۔

۸۔ عشرين سنين۔۔

۹۔

۱۰۔ ست ساعات كل يوم۔

۱۱۔ سند الفراغ والفضيلة۔

۱۲۔

۱۳۔

۱٤۔ ما طلبنا من الحكومة بان نعترف شهادتها۔

۱٥۔ المدارس الدينية الاهلية كلها فی الباكستان تعتمد عليها اعتماداً تاماً بحمد اللّٰه تعالٰی۔

۱٦۔ التدريس والتصنيف و تبليغ الدين والامامة والمناظرة۔

۱۷۔ فی جميع المقررات۔

۱۸۔ ثلاث مرات۔

۱۹۔ ثلاث مائة كلهم باكستانيون الا عدد يسير من افغانستان وغيره۔

شیخ حسین حلمی استنبولی ترکیؒ سے مراسلت

مکتوب مفسر قرآنؒ بنام شیخ حسین حلمی استنبولی الترکیؒ

۷ رجب المرجب ۱۳۹۳ھ/۸ أغسطس ۱۹۷۳ء

باسمه سبحانه وتعالی

من العبد الأفقر إلی رحمة اللّٰه الأكبر عبد الحميد السواتی المدير للمدرسة نصرة العلوم غوجرانواله الفنجاب الباكستان

إلـی حـضـرة الشيخ الأفحم والعالـم الأكرم الشيخ حسين حلمی ايشيق بن سعيد

الاستنبولی أدام اللّٰه کمالاته وأفاض علی العالمین برکاته.

غبّ إهداء السلام المسنون والتحية المبارکة الميمونة:

قد وصل إلينا هديتكم المباركة النافعة المشتملة على الكتابين الجليلين الممتعين:

(۱) المنتخبات من المكتوبات للإمام الربانی المجدد لألف الثانی أحمد الفاروقی السرهندیؒ.

(۲) والمنحة الوهبية فی رد الوهابية.

ونحن نتشكر لجنابكم وندعو اللّٰه بصميم قلوبنا أن يوصلكم اللّٰه إلى أقصى غاية المراتب العالية. فنحن نستفيد من الكتب التی صنفت فی اللغة العربية والفارسية والإنكليزية والأردية.

وفقنا الله وإياكم لما يحبه ويرضاه

بحرمة النبی الكريم محمد وآله وأصحابه

والسلام

الاحقر عبد الحميد السواتی

شیخ احمد حسن السقاف العلویؒ انڈونیشیا

مکتوب شیخ احمد حسن السقاف العلویؒ انڈونیشیا بنام مفسر قرآنؒ

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

الی حضرة جناب عالی الجناب سيادة رئيس دار العروبة للدعوة الإسلامية بباكستان حرسه المولى.

السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبعد: فأتمنى لكم ولمن حولكم من العاملين لوجه اللّٰه

كل خير وسعادة.

وأتشرف بإحاطة جنابكم علما بأنى منذ أمد غير بعيد وقفت لدى أحد الأصدقاء على الرسائل والنشرات الإسلامية القيمة ذات القوة الجبارة فى الذود عن ديننا الحنيف ودحض مفتريات وأباطيل خصومة الألداء وأجلاء محاسنه الناصعة وإقامة الحجج والبراهين الساطعة على سمو تعاليمه ونظرياته السياسة والاقتصادية وعلو مبادئها وتفوقها على جميع النظريات الغربية المستوردة لاسيما ما ذبحته براعة العلامة الشيخ أبو الأعلى المودودى الغضة فى مؤلفاته القيمة فى تلك الرسائل الصادرة عن مكتبكم الزاهر! فللّٰه دركم ودر القائمين بهذه المؤسسة العظيمة!

وإننى يا سيدى بحكم وظيفتى كمدرس الدين الإسلامى بمدارس الحكومة ببلدتى (هلمبان) وواعظ دينى لوحدة الجيش الإندونيسى بمنطقة سومطرا الجنوبية،أقاوم بين حين وآخر تيارات جارفة من الدعاية اللادينية والقادنية بجانب الدعاية المسيحية التى يبثها رجال مدارس التبشير المنتشرة انتشار الجراد لدينا بإندونيسيا مع ما لديهم من إمكانيات مادية قوية جدا تؤهلهم لبث دعايتهم الجرداء من الحق والتى أرادوا بها تنصير إندونيسيا (المسلمة) فى مدى خمسين سنة الآتية كما هو مثبت فى منهاج عملهم لا سمح اللّٰه وخيب مسعاهم!

ومقاومتى لهذا السيل من الدعاية الباطلة أنا وزملائى الأساتذة والوعاظ ومدرسى الدين الإسلامى من طريق إلقاء الدروس والمحاضرات ليس إلا، وقد نرد عليهم بمقالات فى المجلات واليوميات الإندونيسية المحلية قدر استطاعتنا بما لدينا من مؤهلات ضئيلة مستمدين القوة والعون من روح الإسلام المتألقة وتاريخه الغر الناصع ومن اللّٰه جل وعلا نرجو تأييده ونصره أنه ولى ذلك فهو حسبنا ونعم الوكيل نعم المولى ونعم النصير!

هذا ما لزم رفعه إليكم فى هذه العجالة وما فى الصدور ما تسعه السطور ولى

منكم ومن القائمين بنشر الدعوة الإسلامية من إخوانى الباكستانيين الغيوريين وطيد الأمل والرجاء بأن يمدوا لنا يد المعونة والنجدة بإرسال الكتب الدينية والنشرات والدوريات التى تصدر فى باكستان عن المؤسسات ودور العلم بها وإبلاغ صرختنا هذه إليهم عليهم يجودون لنا بما سمحت به نفوسهم الكريمة لنشر مباده الدين الإسلامى السامية فى إندونيسيا المهددة بالتنصير بإيعاز من جمعياتهم فى الخارج! (المسيحية العالمية).

ومع رجائى هذا تقبلوا منى جزيل الشكر ووافر الاحترام سائلا اللّٰه تعالٰى أن يهیء لكم وللقائمين بدار العروبة والجماعة الإسلامية السبيل إلى بلوغ غايتها من استرجاع مكانة الإسلام والمسلمين فى أنحاء المعمورة كما كانت فى القرون الماضية مرموقة عالية حقق اللّٰه الآمال، ولازلتم للمنافع العامة عميدا ولى عونا وللإسلام ذخرا۔

والسلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته

المفتقر إلى مولاه الغنى

أحمد حسن السقاف العلوى

عفا اللّٰه عنه

المدرس والواعظ الدينى بقلمبان، سومطرا، إندونيسيا

حرر بقلمبان ١٢ ربيع الأول ١٣٨٣ھ

حاشية: المرجو أن يكون كل إرسال لى بالبريد المسجل صونا من الضياع إلى عنوانى بالإندونيسية كهذا:

Ahmad b.Hasan Assegaf

P.O.BOX NO.83

PALEMBANG,SOUTH SUMATERA

INDONESIA”

مولانا ڈاکٹر غازی عبدالرحمٰن قاسمی

ولی کامل نمونہ اسلاف حضرت مولانا محمد قاسم قاسمیؒ کی رحلت

اس فانی اور عارضی دنیا میں روز ازل سے آمد و روانگی کے سلسلے جاری ہیں، ہر چیز اپنی طے شدہ عمر کی ساعتیں گزار کر بالآخر فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہے اور ہر ذی روح نے موت کا جام لازمی پینا ہے جس سے کسی کو استثنیٰ نہیں، جو بھی اس دنیا میں آیا وہ جانے کے لیے ہی آیا ہے، یہ قانون فطرت ہے جس سے کسی ذی روح کو مفر نہیں اور نہ اس کا کوئی منکر ہوسکتا ہے، البتہ بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کی جدائی اور فراق کو دل جلدی تسلیم نہیں کرتا اور نہ ان کی وفات کا غم بھولتا ہے، انہی میں سے ایک شخصیت میرے والد ماجد، حضرت مولانا محمد قاسم قاسمیؒ کی ہے۔

آپؒ کی ولادت ۸ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء کو عارف باللہ حضرت مولانا فضل محمدؒ کے گھر ہوئی۔ چار سال کی عمر میں قرآن مجید کا پہلا سبق اپنے والد محترم حضرت مولانا فضل محمدؒ سے پڑھا (جو دار العلوم دیوبند ہندوستان کے فاضل تھے اور انہوں نے بخاری شریف شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے پڑھی تھی اور اس وقت دار العلوم دیوبند کی مسند تدریس پر فائز دیگر اکابرین علماء سے بھی کسب فیض کیا تھا۔) حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ (مدیر الفرقان، ہندوستان) فقیر والی تشریف لائے تو حضرت والد صاحبؒ کو ان سے ابتدائی سبق پڑھنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

۱۹۴۷ء میں اپنے والد محترم حضرت مولانا فضل محمدؒ کے ہمراہ دیوبند کا سفر کیا اور ۱۰ دن حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ کے مہمان رہے۔

۱۹۵۵ء میں آپ نے دورۂ حدیث جامعہ قاسم العلوم فقیر والی میں مکمل کیا اور بخاری شریف حضرت مولانا مفتی فاروق احمد انصاریؒ سے پڑھی جو حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوریؒ صاحب بذل المجہود کے شاگرد تھے، حضرت مولانا مفتی فاروق احمد انصاریؒ فرماتے تھے کہ میں نے بچپن میں اپنے والد مکرم مولانا صدیق احمدؒ کے ہمراہ قطب الاقطاب امام اکبر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی زیارت کی تھی، چنانچہ اس لحاظ سے بھی حضرت والد صاحب کی علمی سند اور نسبت بڑی بلند پایہ ہوئی۔

اوراسی طرح آپ کے ایک اور استاد حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوریؒ اسیر مالٹا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے براہ راست شاگرد تھے، جس وقت وہ جامعہ قاسم العلوم فقیر والی پڑھانے تشریف لائے وہ نابینا ہو چکے تھے اور آپ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے بانی و سابقہ مہتمم حضرت مولانا حبیب اللہؒ کے والد ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے اور دیگر اساتذہ کی ایک طویل فہرست ہے جس کی تفصیل کا یہ وقت نہیں ہے۔

جامعہ قاسم العلوم فقیر والی میں محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے ۱۵ دن قیام فرمایا اور اسی طرح مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے ۱۶ دن قیام کیا اور درس و تدریس سے جامعہ کے در و دیوار اور علاقہ کو منور کیا اور حضرت والد صاحبؒ نے بھی ان عظیم مجالس سے حظ وافر پایا۔

مارچ ۱۹۸۰ء میں دار العلوم دیوبند کے سوسالہ اجلاس میں اپنے والد محترم حضرت مولانا فضل محمدؒ کے ہمراہ ۱۰ افراد کے قافلہ کے ساتھ شرکت کی۔

۱۹۸۱ء میں دادا جان ولی کامل حضرت مولانا فضل محمدؒ کی وفات کے بعد مجلس شوریٰ نے آپ کو جامعہ قاسم العلوم فقیر والی کا مہتمم مقرر کیا، چنانچہ آپ کے دور میں ادارہ نے مزید خوب علمی ترقی کی، دومرتبہ آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ دل کے بائی پاس اور گردوں کے عارضے میں مبتلا ہونے کے باوجود آپ کے دینی معمولات اور عبادت و ریاضت میں کوئی فرق نہیں آیا، صوم و صلوٰۃ کی پابندی، تلاوت قرآن، بعد از نماز فجر اذکار مسنونہ سمیت دیگر عبادات کا امتثال تا حیات جاری رہا۔ آپ نہایت وسیع الظرف، حوصلہ و حلم کے کوہ گراں، لوگوں کے عیوب پر بڑی سختی سے پردہ ڈالنے والے، چغلی و غیبت سے بہت دور، معذرت اور عذر کو فوری قبول کرنے والے، کبھی زبان کو گالی سے آلودہ نہیں کیا، اور بدلہ لینے یا کسی کی اذیت رسانی پر انتقامی کارروائیوں کے جذبات سے عاری، ہمیشہ لوگوں کے کام آئے، عاجزی و انکساری کے پیکر، نمود و نمائش اور ریاکاری سے کوسوں فاصلے پر، اپنے ہاتھ سے اپنے کام کرنے والے، بہت سی ایسی خوبیوں اور خصوصیات کے مالک تھے جو آج ہمیں بہت کم دیکھنے کو ملتی ہیں۔

۲۸، جنوری ۲۰۲۲ء بروز جمعۃ المبارک عین نماز جمعہ کے وقت قرآنی آیات کا ورد کرتے ہوئے نشتر ہسپتال ملتان انتقال ہوا اور ۲۹ جنوری ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ کو جامعہ قاسم العلوم فقیر والی میں بعد از نماز ظہر دو پہر ۲ بجے، نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں پاکستان کے مختلف شہروں اور دور دراز علاقوں سے تشریف لائے ہزاروں علماء اور صلحاء نے شرکت کی اور نماز جنازہ آپ کے برادر نسبتی ابوالانوار حضرت علامہ عبدالحق مجاہد صدر انجمن انوار الاسلام ملتان نے پڑھائی اور جامعہ کے احاطہ میں تدفین ہوئی۔ جنازہ سے قبل علماء اور معززین علاقہ نے آپؒ کے صاحبزادے اور میرے بڑے بھائی مولانا پیر حافظ مسعود قاسم قاسمی مدظلہ کے سر پر آپ کی جانشینی کی پگڑی باندھی اور انہیں اپنے والد محترمؒ کے مشن پر چلنے کی نصائح کیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

مولانا محمد فیاض خان سواتی

.... تعارف، کارکردگی، اہداف ....

جامعہ نصرۃ العلوم بنین و بنات گوجرانوالہ

جامعہ کی بنیاد

شیخ المفسرین والمحدثین حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی نور اللہ مرقدہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور مخلص علم دوست اہلیان گوجرانوالہ کی خصوصی نصرت اور تعاون سے جامعہ نصرۃ العلوم اور جامع مسجد نور کی بنیاد ۱۹۵۲ء میں رکھی، موہن رائے نامی ایک ہندو کے مملوکہ جوہڑ کے کنارے ایک کچا کمرہ تعمیر کر کے اس منصوبہ کا آغاز فرمایا، اور پھر وہی اس کے پہلے امام، خطیب، مدرس، معلم، سرپرست اور مہتمم بھی قرار پائے، نصف صدی تک انہوں نے اس مسجد میں خطابت فرمائی اور ۱۹۹۰ء میں شدید علالت کے باعث انہوں نے اہتمام سے سبکدوشی اختیار فرمائی اور پھر ۶ اپریل ۲۰۰۸ء میں اپنی عمر مستعار کو پورا کرنے کے بعد اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو گئے۔

اللہ رب العزت نے اس سرزمین کو اپنے خصوصی فضل وکرم سے شرف قبولیت سے نوازا اور رفتہ رفتہ یہ گوجرانوالہ کی سب سے بڑی جامع مسجد نور المعروف چھپڑ والی مسجد اور جامعہ نصرۃ العلوم پاکستان کے چند قابل قدر دینی مدارس کی صف اول میں کھڑا ہو گیا، جس کا فیض پاکستان کے علاوہ دنیا کے کئی براعظموں میں پھیل چکا ہے۔

فالحمد للّٰه كثيراً علىٰ ذٰلك۔

جامعہ نصرۃ العلوم کا مختصر تعارف، خدمات اور منصوبہ جات درج ذیل ہیں۔

مدرسین وخادمین

۱۹۹۱ء میں بندہ فقیر محمد فیاض خان سواتی کے زیر اہتمام اس وقت جامعہ میں اپنے اپنے فن کے ماہر پینسٹھ معلمین ومعلمات مختلف شعبہ جات میں جبکہ دیگر عملہ میں پینتیس افراد خدمات انجام دے رہے ہیں یوں جامعہ نصرۃ العلوم کا کل عملہ ۱۰۰ افراد پر مشتمل ہے، جامعہ کے صدر المدرسین اور ناظم تعلیمات کے منصب پر شیخ الحدیث والتفسیر

، جانشین امام اہل السنہ مفکر اسلام حضرت مولانا علامہ ابوعمار زاہد الراشدی مدظلہ (صدارتی تمغۂ امتیاز) فائز ہیں۔

جامعہ کے تعلیمی شعبہ جات

[۱] شعبہ تحفیظ القرآن الکریم:

یہ دو شعبے ہیں، بچوں کیلئے علیحدہ اور بچیوں کے لیے علیحدہ، یہ شعبے صرف مقامی بچوں اور بچیوں کیلئے ہیں۔

[۲] شعبہ تجوید القرآن الکریم:

روایت امام حفصؒ کے مطابق یہ شعبہ صرف طلباء کیلئے ہے جس کی مدت تعلیم دو سال ہے، یہ مقامی اور بیرونی طلباء سب کیلئے ہے۔

[۳] شعبہ سبعہ عشرہ:

یہ شعبہ مقامی اور بیرونی طلباء کے لئے ہے، جس کا کورس دو سال میں مکمل ہوتا ہے۔ اور اس میں صرف روایت امام حفصؒ کے مستند قراء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔

[۴] شعبہ تعلیم النسواں درس نظامی:

یہ شعبہ صرف مقامی بچیوں کو حفظ و ناظرہ، تفسیر اور درس نظامی کی تعلیم دیتا ہے۔ جس میں دو سو کے لگ بھگ بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

[۵] جامعہ نصرۃ العلوم للبنات:

اس شعبہ میں حفظ اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب تعلیم کے مطابق دورۂ حدیث تک طالبات کو تعلیم دی جاتی ہے۔ اور وفاق المدارس العربیہ کے تحت ان کے امتحانات ہوتے ہیں۔ اس شعبہ میں تعلیم حاصل کرنے والی ڈیڑھ سو سے زائد طالبات جامعہ کے ہاسٹل میں ہی مقیم ہوتی ہیں اور اس شعبہ کی تعداد بحمد اللہ تعالیٰ مسلسل بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

[۶] شعبہ درس نظامی:

یہ جامعہ کا سب سے بڑا شعبہ ہے جس میں درجہ اعدادیہ سے درجہ عالمیہ دورۂ حدیث شریف تک تمام شعبہ جات وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب تعلیم کے مطابق پڑھائے جاتے ہیں، اس شعبہ میں کم از کم پرائمری پاس طالب علم کو لیا جاتا ہے اور پھر گیارہ سال کے عرصہ میں دورۂ حدیث شریف تک اسے تعلیم سے روشناس کرایا جاتا

ہے، اگر کوئی طالب علم مڈل یا میٹرک پاس ہو تو اس کے ابتدائی تین سال کم ہو جاتے ہیں، اس شعبہ میں ہر سال تین سو سے زائد طلباء کرام کو داخلہ دیا جاتا ہے جو جامعہ کے ہاسٹل میں ہی قیام پذیر ہوتے ہیں اور ان کا کھانا اور دیگر تمام ضروریات کا جامعہ ہی کفیل ہوتا ہے۔

جامعہ کی اسناد

جامعہ کے تمام شعبہ جات سے تعلیم مکمل کرنے والے طلباء و طالبات کو کامیاب ہونے پر حفظ، تجوید، سبعہ عشرہ، تفسیر اور عالمیہ کی اسناد دی جاتی ہیں اور جامعہ کی طرف سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحان میں شرکت کرنے والے طلباء و طالبات کو کامیاب ہونے کی صورت میں وفاق بھی درجہ متوسطہ (مساوی مڈل) ثانویہ عامہ (مساوی میٹرک) ثانویہ خاصہ (مساوی ایف اے) عالیہ (مساوی بی اے) موقوف علیہ اور عالمیہ دورۂ حدیث شریف (مساوی ایم اے عربی و ایم اے اسلامیات) کی اسناد جاری کرتا ہے بحمد اللہ تعالیٰ گزشتہ کئی سالوں سے وفاق المدارس کے امتحانات میں جامعہ کی طرف سے شرکت کرنے والے طلباء و طالبات کا مجموعی رزلٹ ۹۵ فیصد سے زائد رہا ہے۔

داخلے کا آغاز

شعبہ حفظ میں تو داخلہ ہر وقت جاری رہتا ہے، البتہ شعبہ تجوید و سبعہ عشرہ اور درس نظامی برائے طلباء و طالبات کا داخلہ ہر سال ۷ شوال سے ۱۷ شوال تک جاری رہتا ہے اور پھر ۱۸ شوال سے باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہو جاتا ہے، یوں رجب المرجب کے آخر تک تعلیم جاری رہتی ہے اور پھر درس نظامی، تجوید، سبعہ عشرہ کے شعبوں کو شعبان اور رمضان دو ماہ کی سالانہ تعطیلات ہوتی ہیں، جبکہ باقی شعبہ جات میں تعلیم جاری رہتی ہے۔

امتحانات

جامعہ نصرۃ العلوم میں داخلہ کے تقریری امتحان کے علاوہ تین امتحانات اور بھی ہوتے ہیں، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ، سالانہ امتحان تقریری اور سہ ماہی، ششماہی امتحانات اساتذہ کی مشاورت سے طے پاتے ہیں۔

جامعہ کی لائبریری

جامعہ نصرۃ العلوم کی عظیم تین منزلہ لائبریری ہے جس میں تقریباً چالیس ہزار درسی و غیر درسی، عربی، فارسی، اردو اور انگلش کتب کا ذخیرہ ہے لیکن بہت سی اہم کتب اور شروحات ابھی وسائل کی کمی کے باعث میسر نہیں ہیں۔

دارالافتاء

عوام الناس کو درپیش دینی مسائل میں ان کی راہنمائی کیلئے دار الافتاء بھی کام کر رہا ہے جس سے اب تک تقریباً اکیس ہزار فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں، جن کا باقاعدہ ریکارڈ بھی موجود ہے۔

ادارہ نشر واشاعت

اس شعبہ سے اب تک ڈیڑھ سو سے زائد علمی و تحقیقی اور اصلاحی کتب مختلف اوقات میں شائع ہو چکی ہیں اور ابھی ادارہ بہت سی نایاب اور اہم کتب شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ماہنامہ نصرۃ العلوم

نومبر ۱۹۹۵ء سے جامعہ کا دینی، مسلکی، تبلیغی، تحقیقی، اصلاحی اور تعلیمی ترجمان ماہنامہ نصرۃ العلوم بھی باقاعدگی سے جاری ہے، احقر اس کا ایڈیٹر ہے، یہ رسالہ ہر شمسی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہو کر ملکی و غیر ملکی قارئین تک پہنچتا ہے، ۲۵۰ روپے چندہ کی صورت میں اس کی سالانہ ممبر شپ حاصل کی جا سکتی ہے۔

کمپیوٹر سیکشن

جامعہ کا کمپیوٹر سیکشن بھی ہے جو فی الحال محدود سطح پر کام کر رہا ہے، جدید دور کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے بھی ترقی دینے کا پروگرام ہے۔

اصلاح اللسان

اس شعبہ میں طلباء کرام کو ایک استاذ کی نگرانی میں تقریر کی مشق کرائی جاتی ہے اور اختتام سال پر طلباء کے مابین تقریری مقابلہ بھی کرایا جاتا ہے۔

جامعہ کی تعلیمی خدمات

جامعہ نصرۃ العلوم کے مختلف شعبہ جات سے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کی مجموعی تعداد ایک لاکھ سے بھی متجاوز ہے جو پاکستان کے علاوہ مشرق سے مغرب تک دنیا کے کئی ممالک مثلاً افغانستان، ایران، انڈیا، بنگلہ دیش، مقبوضہ و آزاد کشمیر، برطانیہ، امریکہ، تھائی لینڈ، افریقہ، مراکش، سعودی عرب، روس، ملائشیا، فجی، آئی لینڈ، آسٹریلیا اور برما وغیرہ میں تعلیم و تبلیغ دین کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اب چند سالوں سے ملکی حالات کے پیش نظر غیر ملکی طلباء کا داخلہ سرکاری اجازت اور پاسپورٹ اور ویزہ کے ساتھ

مشروط ہے۔

سالانہ کارکردگی رپورٹ

جامعہ میں اس سال تعلیم حاصل کرنے والے جملہ طلباء و طالبات کی مجموعی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے جن میں ۲۳ علماء کرام، ۲۶ قراء، ۱۵ حفاظ اور ۳۸ طالبات نے امتحان میں کامیابی حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی ہے جن میں ۱۵ عالمیہ، ۹ ترجمہ وتفسیر قرآن اور ۱۴ نے قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، یہ طلباء و طالبات پاکستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اب فراغت کے بعد حسب استطاعت خدمت دین انجام دیں گے، انشاءاللہ۔

جامعہ نصرۃ العلوم کے اعزازات

حسب سابق اس سال بھی حفظ و تجوید، تحریر اور تقریر کے متعدد مقابلوں میں جامعہ کے طلباء نے کئی مقامی اور آل پاکستان کی سطح کے مقابلوں میں نمایاں پوزیشنیں حاصل کی ہیں۔

جامعہ نصرۃ العلوم کا خصوصی اعزاز

جامعہ نصرۃ العلوم کے نصاب تعلیم میں بعض ایسی کتب بھی شامل ہیں جو دیگر مدارس میں نہیں پڑھائی جاتیں مثلاً

☆ دورۂ حدیث شریف کے طلباء کیلئے تقابل ادیان کے موضوع پر تیاری کرانا۔
☆ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی مایہ ناز کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کی تدریس۔
☆ اور سب سے اہم یہ کہ دو سال میں قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر کا پڑھایا جانا۔

گو کہ قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب تعلیم کے تحت بھی طلباء کرام چار سالوں میں سبقاً سبقاً پڑھ لیتے ہیں لیکن یہ صرف جامعہ نصرۃ العلوم کا ہی طرۂ امتیاز ہے کہ یہاں درجہ اولیٰ سے دورۂ حدیث شریف تک تعلیم حاصل کرنے والا باذوق طالبعلم چھ مرتبہ دورہ تفسیر قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر چکا ہوتا ہے۔

جامع مسجد نور

جامعہ نصرۃ العلوم کے زیر اہتمام گوجرانوالہ شہر کی ایک عظیم الشان جامع مسجد نور بھی ہے اور احقر ہی اس کا خطیب

اور منتظم ہے، اس مسجد کا فنڈ جامعہ کے فنڈ سے علیحدہ ہے، اس میں جمعۃ المبارک کا ایک بڑا عوامی اجتماع ہوتا ہے، مسجد کا ابھی کچھ تعمیری کام باقی ہے، اصحاب خیر اس میں بھی حصہ لیکر جنت میں اپنا گھر بنا سکتے ہیں۔

ترقیاتی منصوبہ جات

جامعہ نصرۃ العلوم کے ترقیاتی منصوبہ جات میں درجہ ذیل اہداف پیش نظر ہیں۔

۱۔ تخصص فی الفقہ والحدیث والتفسیر والدعوۃ والارشاد کیلئے ایک علیحدہ شعبہ کا قیام۔

۲۔ انٹرنیٹ پر ویب سائٹ کے ذریعہ جامعہ کا تعارف اور کتب وتحریرات وفتاویٰ کیلئے علیحدہ شعبہ کا قیام۔

۳۔ مدرسین کی رہائشگاہوں اور اسباق کی درسگاہوں کی تعمیر۔

۴۔ جامعہ کی ضروریات کیلئے ایک ڈسپنسری کا قیام۔

۵۔ طالبات کے ہاسٹل میں روز بروز بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ہاسٹل کی توسیع کرنا۔

۶۔ ادارہ نشر واشاعت کے علاوہ ایک مستقل مکتبہ کا قیام۔

سالانہ اخراجات

جامعہ نصرۃ العلوم و جامع مسجد نور کے تمام شعبہ جات کے سالانہ اخراجات ڈیڑھ کروڑ روپے سے زائد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ حضرات کے پرخلوص تعاون سے پورے ہوتے ہیں لیکن دینی مدارس کے خلاف ملکی و بین الاقوامی پراپیگنڈہ مہم کے اس پرفتن دور اور کمر توڑ مہنگائی میں ترقیاتی منصوبہ جات اور بہت سی ناگزیر ضروریات کا پورا ہونا تو درکنار معمول کا خرچ پورا ہونا بھی دشوار ہے جس کیلئے اصحاب خیر سے بھرپور تعاون کی اپیل ہے، اور ان سے اپنی حلال کمائی میں سے جامعہ کے سالانہ اور ماہانہ معاون ممبر بننے کی درخواست ہے۔

آخری گزارش

آپ نے جامعہ نصرۃ العلوم کا تعلیمی، تعمیری اور تبلیغی کارکردگی کا مختصر سا خاکہ ملاحظہ فرمایا، آپ کا یہ عظیم اور قدیم ادارہ ایک تو حکومت سے گرانٹ نہیں لیتا اور دوسرا تمام فرق باطلہ اور حاسدین کی آنکھوں کا کانٹا بھی ہے، اسی لئے اس کے خلاف بے جا منفی پراپیگنڈہ اور اس کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کے مختلف منصوبے بھی بنتے رہتے ہیں، گزشتہ پانچ سال سے سرکار نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالیں جمع کرنے پر بھی پابندی عائد کی ہوئی ہے جس کی وجہ سے سالانہ بجٹ بہت زیادہ متاثر ہوا ہے، لیکن یہ چونکہ کسی کا ذاتی کام نہیں ہے صرف خدا تعالیٰ کے دین کے قیام کا

ایک ذریعہ ہے، لہٰذا اس کی حفاظت بھی اللہ ہی فرماتا ہے، اسی لئے تعاون کے مواقع پر عموماً ہم اپنے تمام احباب اور بہی خواہوں سے درخواست کیا کرتے ہیں کہ وہ خود جامعہ میں تشریف لا کر سرپرستی فرماتے ہوئے اس کی کارکردگی اور ضروریات کا مشاہدہ کریں تاکہ انہیں پتہ چلے کہ کیا کیا مشکلات اور ضروریات درپیش ہیں اور اتنا بڑا ادارہ چلانے کیلئے کس قدر وسائل درکار ہیں، ہم بھرپور امیدوار ہیں کہ آپ اس جاں گسل اور اہم ترین مشن میں ہمارا پورا ساتھ دیں گے اور حسب توفیق دامے، درمے، قدمے، سخنے نیز اپنے حلال وطیب مال میں سے زکوٰۃ، صدقات، خیرات، عطیات اور چندہ جات کی صورت میں تعاون فرما کر اللہ کے ہاں اجر پائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا و آخرت کی جملہ بھلائیاں نصیب فرمائے، آمین یارب العالمین۔

== والسلام ==

احقر محمد فیاض خان سواتی

مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم وخطیب ومنتظم جامع مسجد نور

فاروق گنج گوجرانوالہ (شعبان ۱۴۴۳ھ)

فون جامعہ: *055-4218530*

موبائل، واٹس ایپ: *0300-6463559*

ترسیل زر کیلئے کرنٹ اکاؤنٹ جامعہ نصرۃ العلوم:

یو بی ایل نمبر *01-11483-7*، اسلامیہ کالج روڈ برانچ گوجرانوالہ

برانچ اکاؤنٹ نمبر: 1154-0111483-7

بیرون ملک PK85UNIL011211540111483-7

محمد حذیفہ خان سواتی

اخبارالجامعہ

[۱] ۲۰، فروری ۲۰۲۲ء بروز اتوار بعد از نماز ظہر جامعہ نصرۃ العلوم کی تفسیر قرآن کریم اور درس بخاری شریف کی سالانہ تکمیل کی ایک سادہ سی تقریب منعقد ہوئی، شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب نے حسب معمول جامعہ کے اساتذہ، معلمات اور کافی دیگر لوگوں کی موجودگی میں تفسیر و حدیث کا بڑے عالمانہ وفاضلانہ لیکن عام فہم اور دلنشین انداز میں اختتامی سبق پڑھایا، طلبہ و طالبات کو نصیحتیں فرمائیں اور آخر میں جامعہ کے سب سے معمر اور بزرگ استاذ حضرت مولانا عبدالقیوم گلگتی صاحب کی رقت آمیز دعا کے ساتھ یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔

[۲] ۲۳، فروری ۲۰۲۲ء بروز بدھ صبح ۸ بجے سے دوپہر ۱۲ بجے کے دوران جامعہ نصرۃ العلوم کے تمام شعبہ جات کا سالانہ امتحان منعقد ہوا، ملک بھر سے آئے ہوئے پچاس سے زائد ممتحنین اور ممتحنات نے درس نظامی کے تمام درجات بنین و بنات، تجوید، سبعہ عشرہ اور حفظ و ناظرہ کے تقریباً ایک ہزار طلبہ و طالبات کا تقریری امتحان لیا، امتحان لینے والے علماء اور فاضلات نے مجموعی طور پر جامعہ کی تعلیمی کارکردگی پر مکمل اطمینان کا اظہار فرمایا اور منتظمین، معلمین، معاونین اور بہی خواہوں کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

[۳] جامعہ نصرۃ العلوم حسب سابق اس سال بھی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا گوجرانوالہ میں سب سے بڑا امتحانی سنٹر مقرر ہوا، جس میں جامعہ اور اس کے علاوہ دیگر کئی مدارس کے بھی کثیر طلبہ و طالبات نے امتحانات میں شرکت کی، یہ امتحانات ۲۶، فروری ۲۰۲۲ء کو شروع ہوئے اور ایک ہفتہ جاری رہے، اس دوران متعدد سرکاری افسران نے جامعہ کا وزٹ کیا اور اس کے امتحانی نظم ونسق کو دیکھ کر مسرت کا اظہار فرمایا۔

[۴] ۴، مارچ ۲۰۲۲ء کو جامعہ نصرۃ العلوم بنین و بنات کا سالانہ جلسہ دستار بندی حسبِ سابق اور حضرات شیخین کریمینؒ کے حسبِ منشاء جمعۃ المبارک کے روز نمازِ جمعہ کے متصل بعد رئیس الجامعہ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی صاحب کی صدارت میں مختصر مگر باوقار طریقہ کے ساتھ انعقاد پذیر ہوا، جس میں جامعہ کے معلمین و معلمات، طلبہ و طالبات اور عوام الناس کے ایک جم غفیر نے شرکت کی۔

اس مبارک مجلس میں جامعہ کے ناظم حضرت مولانا صوفی محمد ریاض خان سواتی صاحب نے نقابت، جامعہ کے شعبہ تجوید وقراءت کے مدرسین مولانا قاری سعید احمد صاحب اور قاری وسیم اللہ امین صاحب نے تلاوتِ کلامِ پاک، جامعہ کے متعلم حافظ محمد حذیفہ اسلام نے نعت رسول مقبولؐ اور جامعہ کے مدرس مولانا حافظ فضل الہادی نے منظوم خراج عقیدت پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

وفاق المدارس العربیۃ پاکستان کے ناظم اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب بطورِ مہمانِ خصوصی مدعو تھے، جو دورانِ سفر اچانک عارضہ قلب میں مبتلا ہونے کے باعث پروگرام میں شرکت نہ فرما سکے اور ڈاکٹر حضرات نے انہیں لاہور سے آگے مزید سفر کرنے سے منع کر دیا۔ جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد فیاض خان صاحب نے جمعۃ المبارک کا خطاب ارشاد فرمایا اور فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ وطالبات کو نہایت فکر انگیز الوداعی نصیحتیں کرتے ہوئے مولانا جالندھری حفظہ اللہ تعالیٰ کی صحت وتندرستی کیلئے خصوصی دعا کرائی، اس موقع پر انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک ایمان افروز قول بھی نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ’’عرفت ربی بفسخ العزائم ‘‘میں نے اپنے رب کو ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا ہے۔ انسان کچھ سوچتا ہے اور ارادہ کرتا ہے، لیکن اللہ کی حکمت ہر چیز پر غالب ہوتی ہے اور ہوتا وہی ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔

چنانچہ نمازِ جمعہ حضرت مہتمم صاحب کی اقتداء میں اداء کی گئی۔

بعد ازاں جامعہ کے صدر المدرسین وناظم تعلیمات، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب نے دینی مدارس کی اہمیت وضرورت اور معاشرتی کردار کے حوالے سے نہایت بصیرت افروز گفتگو فرمائی، اور پھر جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے کثیر طلبہ وطالبات میں تقسیمِ اسناد اور دستار بندی کی گئی۔

بنات کے شعبہ میں طالبات میں تقسیمِ اسناد اور چادر پوشی احقر کی والدہ ماجدہ اُم حذیفہ خان سواتی پرنسپل و صدر معلّمہ جامعہ نصرۃ العلوم للبنات کے ہاتھوں ہوئی۔

آخر میں جامعہ کے بزرگ استاذ حضرت مولانا عبد القیوم گلگتی صاحب نے دعائے خیر کرائی اور یوں یہ تقریبِ سعید نمازِ عصر سے قبل اختتام پذیر ہوگئی۔ فللّٰہ الحمد ولہ الشکر۔

[۵] تعلیمی سال کے اختتام پر جامعہ نصرۃ العلوم میں درس نظامی اور تجوید وقرأت کے شعبوں میں سالانہ تعطیلات دو ماہ شعبان ورمضان جاری رہیں گی، جبکہ باقی شعبہ جات حفظ وناظرہ کی تعلیم حسب معمول جاری رہے گی، اور عیدالفطر کے بعد نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ثناء اللہ رند، فاضل جامعہ عربیہ مخزن العلوم سندھ

مِرے مُکرّم مُعلِّم

[اُستاذِ گرامی حضرت مولانا ابوعمار زاہد الراشدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے متعلق غیر منقوط تحریر]

اللہ اِس عالَم کے لئے ہر دور کے واسطے آدمی لائے، اس واسطے کہ وہ آدمی اس کی راہ سے ہٹے ہوئے لوگوں کو اللہ کی راہ کا راہی کرے۔ اور اللہ کا کرم رہا اس کارواں کے سر، اس طرح کے اس کارواں کے ہر آدمی کو لکھا ہوا کام حوالے ہوا۔ کوئی اِس عالَم کی اصلاح کے لئے اور کوئی لوگوں کے دلوں کو مسحور و مسعود کر کے دارالسلام کا راہی ہوا۔ اس کارواں اور اسلام کے مددگاروں سے اِک عالِمِ اسلام ہے۔

اِس کے کام کو اگر کسی آدمی کا دل مطالعہ کرے دل گواہی دے گا کہ ہاں! کام ہے۔ وہ عالِم والدِ عمّار ہے۔ اس کا گھر علم والا مصر ہے۔ اس کا مطالعہ اللہ کی عطا کے لئے ہے، اور اہلِ اسلام کی اصلاح کے لئے ہے۔

والدِ عمّار کا مطالعہ اَعصار کا ہے، اور اس کا ماہر ہے، اور اس کا مطالعہ کر کے اہلِ اسلام کو مُطّلع کر رہا ہے کہ اسلام کے عدو کا کام کس طرح ہے، اِس عصر کے حوالہ سے اللہ کے کلام کا گہرائی سے مطالعہ ہے، اگر کلام کرے، محسوس ہوگا کہ اسی گھڑی ورود ہوا ہے۔ اس کا مسطور کلام مٹی کے اُلھوں کے ملک والے سے ہمدم ہے، اس کا اسمِ گرامی ''علی'' ہے۔ اِس کی اَدا اُس سے ملی ہوئی ہے۔ کام، کلام، ہر طرح سے۔

اس کے اِک مسطور کی اطلاع ہوئی، اور ہمارے گھر اس کی مسطور کی ہوئی لوح آ گئی۔ اس کا مطالعہ کر کے مسرور ہوا، وہ مسطور اک عالِم کے لئے لکھا ہوا ہے۔ اس کا اسمِ گرامی ''محمود'' ہے، اور اسلامی اکادمی سے آئی ہے۔ حد کے سِوا مسرور ہوا، دل سے دعا ہوئی کہ اللہ کرم کرے، اسلامی اکادمی کے سَر، اور ہمارے مُعلِّم کے سَر، اللہ اس کے علم سے عالَم کو مسحور کرے، اور ہمارے مُعلِّم کے والد ہمارے عصر کے امام رہے، اور عالِمِ اسلام کے سَر رہے، اللہ اس کو دارالسلام عطا کرے، اور رسول اللہ کے ہمسائے کا حصہ عطا کرے، اللہ والدِ عمّار کو اور مُعمَّر کرے، اس واسطے کہ اسلام سِکھ سکوں، اور مُعلِّم کو مرے لئے اور مسلم امہ کے لئے مُطاع کرے۔

دعاؤں کا سائل اللہ کا عاصی۔

مولانا محمد فیاض خان سواتی

خاطرات

عمِ مکرم امامِ اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر نوراللہ مرقدہ نے بخاری شریف کا سبق پڑھاتے ہوئے ہمیں ایک دلچسپ لطیفہ نما واقعہ سنایا تھا، مناسب معلوم ہوا کہ وہ احبابِ کرام سے بھی شیئر کر دوں، انہوں نے فرمایا کہ

''ایک مرتبہ ساتھی لاہور میں کسی دینی پروگرام کے ضمن میں مجھے پاگل خانہ کے اندر کا مشاہدہ کرانے کے لئے بھی لے گئے، وہاں ہم نے بہت سے ذہنی مریض دیکھے، ایک پنجرا نما جنگلے میں بند جو مریض تھا، اس نے مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے بہت ہی اصرار کیا، وہاں کے عملہ نے کہا کہ حضرت یہ شخص گو بڑا پڑھا لکھا آدمی ہے لیکن پرلے درجے کا پاگل ہے، آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے، لہٰذا اس سے بات نہ ہی کریں تو اچھا ہے، لیکن میں نے کہا کہ اس کی بات سننے میں حرج ہی کیا ہے، چنانچہ اس سے گفتگو شروع ہوئی تو اس نے بڑی ہی مدلل علمی اور تاریخی باتیں بیان کیں، میں اس کی باتیں سن کر بے حد حیران بلکہ پریشان بھی ہوا، معاً میرے ذہن میں یہ خیال ابھرا کہ یہ آدمی پاگل بالکل بھی نہیں ہے، اسے ویسے ہی پاگل خانہ میں بند کرا دیا گیا ہے، لیکن جب میں وہاں سے واپس آنے لگا تو اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا، میں نے سمجھا کہ مصافحہ کرنا چاہتا ہے، میں نے بھی اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو اس نے بجائے مصافحہ کے میرے ہاتھ پر اپنا تھوک پھینک دیا، اس کی اس حرکت سے پھر مجھے یقین آ گیا کہ واقعی یہ شخص تو پاگل ہی ہے، اسی لئے اس کے ورثاء اسے یہاں چھوڑ گئے ہیں۔''

واقعہ کی دُم یہ ہے کہ میں جب بھی اپنے پرائم منسٹر صاحب کی کوئی نئی تقریر سنتا ہوں تو مجھے یہ واقعہ پھر سے یاد آ جاتا ہے۔''

محمد حذیفہ خان سواتی

چیئرمین رؤیت ہلال کمیٹی کی تشریف آوری

۱۳، مارچ ۲۰۲۲ء کو نمازِ عشاء کے بعد حضرت مولانا سید عبد الخبیر آزاد مرکزی چیئرمین رویئت ہلال کمیٹی پاکستان وخطیب بادشاہی مسجد لاہور وچیئرمین مجلس علماء پاکستان جامعہ نصرۃ العلوم میں تشریف لائے۔

مولانا موصوف کے والد ماجد امام السلاطین حضرت مولانا سید عبد القادر آزاد نور اللہ مرقدہ سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور دادا جان شیخ التفسیر حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتیؒ بانی جامعہ نصرۃ العلوم کے کلاس فیلو تھے، ۱۹۶۰ء میں دونوں حضرات نے حافظ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ درخواستیؒ سے ان کے جامعہ مخزن العلوم خانپور میں دورۂ تفسیر قرآن کریم اکٹھے ہی پڑھا تھا، اس ناطے باہم گہرے مراسم تھے، مولانا آزادؒ نے اپنے دو صاحبزادوں مولانا سید عبد الخبیر آزاد اور سید عبد البصیر آزاد حفظہما اللہ تعالیٰ کو جامعہ نصرۃ العلوم میں درسِ نظامی کی تعلیم کے سلسلہ میں داخل فرمایا تھا، یہ دونوں بھائی کچھ عرصہ ہمارے ہاں زیرِ تعلیم رہے ہیں اور اتفاق سے فقہ اسلامی کی معروف کتاب ''نور الایضاح'' انہوں نے والد محترم حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی سے پڑھی تھی۔

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی بڑے عہدے پر فائز ہو جاتا ہے تو وہ اپنے ماضی کو خود ساختہ طور پر فراموش کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن مولانا سید عبد الخبیر آزاد میں اللہ تعالیٰ نے یہ صفت رکھی ہے کہ وہ اپنے پرانے تعلقات کو نہیں بھلاتے، چنانچہ وہ وقتاً فوقتاً جامعہ نصرۃ العلوم میں تشریف لاتے ہیں اور حضرت والد گرامی سے خصوصی دعاؤں کے خواہاں رہتے ہیں۔

دعا ہے کہ مولیٰ کریم ان کو دین، دنیا اور آخرت کی جملہ بھلائیاں اور سعادتیں نصیب فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

......☆......☆......☆......☆......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ .... مولانا محمد فیاض خان سواتی

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کی تشریف آوری

خانقاہ سراجیہ کندیاں کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد نقشبندی حفظہ اللہ تعالیٰ ۱۵، مارچ ۲۰۲۲ء کو مغرب کی نماز سے پہلے جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں تشریف لائے، نماز سے قبل ان کے ساتھ مہمان خانہ میں مختصر سی نشست ہوئی، جس میں باہمی حال احوال اور ملکی حالات پر تبادلہ خیالات ہوا، نمازِ مغرب انہوں نے جامع مسجد نور میں با جماعت اداء فرمائی، نماز کے بعد جامعہ کے دفترِ اہتمام میں تشریف فرما ہوئے، دوستوں نے پھل اور قہوہ سے ان کی تواضع فرمائی، اس دوران احقر نے ان سے عرض کیا کہ جس نشست پر آپ اس وقت تشریف فرما ہیں، اس پر ہمارے پیش رو بیشتر اکابر تشریف فرما ہوئے ہیں، جن میں سے چند اکابر کے نام بھی میں نے بتائے، ان میں ان کے والدِ ماجد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نقشبندی نور اللہ مرقدہ بھی شامل تھے، اس پر انہوں نے خوشی اور تعجب کا اظہار فرمایا، حضرت خواجہ صاحب جب بھی گوجرانوالہ کے جماعتی دورہ پر تشریف لاتے ہیں تو وہ جامعہ میں ضرور تشریف لا کر ہم پر بھی دستِ شفقت فرماتے ہیں، اس پر میں ان کا تہہ دل سے شکریہ اداء کرتا ہوں۔
اس موقع پر انہوں نے عزیزم حافظ محمد حذیفہ خان سواتی سلمہ کی شادی کی خصوصی مبارک باد دی، ان کے خادمِ خاص حافظ سمیع الحق نے اس موقع پر پہلے سے ہی ولیمہ کھانے کی فرمائش کر رکھی تھی، لیکن انہوں نے آج خود ہی وہ کینسل کر دی، اس بات کا ذکر جب میں نے خواجہ صاحب کے سامنے کیا تو انہوں نے ایک گہرے فقہی نکتہ نظر کی طرف اشارہ فرمایا کہ ''دعوتِ ولیمہ اتنی لمبی نہیں ہوتی'' اس موقع پر کافی سارے احباب جمع ہو گئے تھے، آخر میں احقر نے درخواست کی کہ حضرت جامعہ اور ہم سب کے لئے دعا فرما دیں، یوں ان کی دعائے خیر پر اس محفل کا اختتام ہوا، گزشتہ مہینوں میں خواجہ صاحب کے دو آپریشن ہو چکے ہیں، دل کا بائی پاس ہوا اور مثانہ کا اور وہ بتا رہے تھے کہ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ آپ کے پتہ میں بھی پتھریاں بھری ہوئی ہیں، دعا ہے کہ اللہ کریم حضرت کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور ان کا سایہ عاطفت جملہ متوسلین پر تا دیر قائم و دائم رکھے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد